قیمت فی پرچہ ۱؍ — قیمت سالانہ پیشگی ۸؍

نمبر ۹ | مورخہ ۳ر جولائی ۱۹۲۹ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۲ر صفر ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات و ڈائری قلم بند کرنے کے لئے ۲۵ر جولائی ۱۹۲۹ء قادیان سے بعزم سری نگر روانہ ہو گئے۔

۲۶ر جولائی۔ آریہ یووک سماج دینا نگر کے جلسہ پر مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندہری اور پنڈت رامچندر صاحب دہلوی کے مابین نماز اور سندھیا کے موضوع پر ایک زبردست مناظرہ ہوا جس میں احمدیوں کو خدا کے فضل سے نمایاں کامیابی ہوئی۔ بہت سے دوست قادیان سے بھی گئے۔ جو شام کو واپس آ گئے۔

بٹالہ قادیان ریلوے کی مرمت ہو گئی ہے۔ اور گاڑیاں براہ راست وقت مقررہ پر آنے جانے لگی ہیں۔

مرثیہ الاستاذ المکرم حضرت حافظ روشن علی صاحب جعلہ اللہ من اہل الجنۃ مثواہ

الهم یقلق والتجمل یس دع — والصّبر یعدم والتفرق یجمع
ذابت حشاشاۃ لبعدک شیخنا — واصول شعری من فراقک تجزع
والنوم ینفر من عیون جمیعنا — والفرح یرحل والهموم تجمع
حلّت بصبری بعد بعدک حرقۃ — والقلب یخفق والعیون تدمع
حرقتُ فی نار اذابت مهجتی — وغدا یموتک صبرنا لا یرجع
وصلت الیک ید سواء عندها — اسد حصورا وغراب ابقع
کنّا نراک ما تلمّ مصیبۃ — الّا نفاها عنک قلب اشجع
من للمناظر والمبارز بعد ان — فقدت بفقدک نیر لا یطلع
یا ربّنا ارحم واسقّامته افراً — واغفره غفرانا وفضلک اوسع
واسکنہُ فی الفردوس فضلاً دائماً — بجوار احمد ابنہ یتشفع

خادم: عبید اللہ مولوی فاضل قادیان

امریکہ میں تبلیغ اسلام

تعلیم یافتہ مجمع میں ایک شاندار لیکچر

محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ گذشتہ تین ہفتہ میں تبلیغ کا بہت اچھا موقعہ ملا Fellowship of Faiths نامی ایک سوسائٹی امریکہ میں ہے۔ امریکہ کے تمام بڑے بڑے شہروں اس کی شاخیں ہیں۔ لنڈن میں بھی ایک شاخ ہے۔ اور اب یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں بھی اپنی شاخیں کھول کر اپنے دائرہ عمل کو وسیع کر رہی ہے۔ ان دنوں انہوں نے شکاگو میں تمام مذاہب کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس کا افتتاح خاکسار نے اذان دے کر کیا۔ اور اذان کا ترجمہ بھی حاضرین کو سنایا گیا۔ نیز ایک تقریر اسلام کے متعلق کی۔ مجمع بہت زیادہ اور موقعہ نہایت ہی شاندار تھا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ خاکسار کی تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔ تقریر ختم ہونے پر صاحب صدر نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ کہ I am proud of you. یعنی مجھے آپ پر ناز ہے تقریر کے بعد جب میں بیٹھ گیا۔ تو صاحب صدر نے حاضرین کی خواہش سے مجھ سے درخواست کی۔ کہ آپ پھر کھڑے ہو جائیں۔ تاکہ حاضرین آپ کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔ حاضرین دیر تک تالیاں پیٹتے رہے جلسہ کے منعقد کرنے والوں نے بھی بار بار کہا۔ کہ We are very proud of you یعنی ہمیں آپ پر ناز ہے۔ اور یہ کہ ہمارے جلسہ کو کامیاب بنانے میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ حاضرین میں سے بہت سے لوگوں نے مختلف طریقے سے مبارکباد دی۔ خصوصیت سے عرب کے مسلمانوں نے غیر معمولی مسرت کا اظہار کیا۔ تلاوت قرآن کریم کے متعلق بھی بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ ایک صاحب حاضرین میں سے آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں اگر آپ کی فصیح تقریر کو نظر انداز ہی کر دوں۔ پھر بھی میرا فرض ہے۔ کہ آپ کی خوش الحانی سے تلاوت کی وجہ سے آپ سے مصافحہ کر کے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ ایک اور صاحب نے کہا۔ میں آپ کی تلاوت کردہ آیات کو سمجھ تو نہیں سکا۔ مگر The sweet and melodious recitation will ring and ring in my ear and heard for a long time. یعنی آپ کی سریلی اور دلکش آواز مدتوں میرے کانوں میں گونجتی رہیگی بعض لوگوں نے صاف الفاظ میں کہا۔ کہ آپ کی تقریر سب سے عمدہ تھی۔ اس جگہ نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی کے پروفیسر آرکیمبر میڈ ٹیمین نے میرا ایڈریس نوٹ کیا۔ اور کہا کہ میں بھی آپ کو یونیورسٹی میں تقریر کے لئے مدعو کروں گا۔ اسی طرح سے ایک اور سوسائٹی نے بھی ایسا ہی کیا۔ اسی ضمن میں ہیرلڈ ایگزیمنر۔ ڈیلی ٹریبیون اور ڈیلی نیوز نامی اخبارات میں جو امریکہ کے بہت زبردست اخبارات ہیں۔ نہایت شاندار طریقے سے متواتر اشاعت ہوتی رہی۔ اور فوٹو شائع ہوئے۔ ڈیلی نیوز میں صرف میری تصویر شائع ہوئی۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ حضرت اقدس خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے ایک نہایت ہی شاندار موقعہ پیدا ہوا۔ اور ایک بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے ایک بہت بڑے مجمع میں توحید کی آواز بلند ہوئی۔ اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ان دنوں میں ایک پارٹی میں مدعو تھا۔ وہاں بھی تبلیغ کا بہت اچھا موقعہ ملا۔ ذات باری تعالیٰ روحانی ترقی کی حقیقت جنت اور دوزخ اور اسلامی روزمرہ کے کلمات پر بہت دیر تک گفتگو ہوئی۔ ہندوستان اور کتاب مدر انڈیا کے متعلق بھی گفتگو ہوئی گفتگو کے دوران میں جب میں کلام ختم کرتا تھا۔ تو ایک تعلیم یافتہ خاتون کہتی تھی۔ کہ This is my belief also یعنی یہی میرا عقیدہ ہے۔

اسلامی سلام کو انہوں نے بہت پسند کیا۔ اور جب میں پھر ان سے ملا۔ تو وہ السلام علیکم کہہ کر ملے۔ خاکسار مطیع الرحمٰن بنگالی

تعاونوا علی البر والتقویٰ

ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے مجھے استاذی المکرم حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی سوانح عمری لکھنے کا ارشاد فرمایا ہے احباب کرام سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ اس کام میں میری امداد فرمائیں۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم کے حالات جو بھی کسی بھائی کو یاد ہوں۔ کسی کے سامنے کوئی واقعہ پیش آیا ہو۔ یا کسی کو آپ کے زرین اقوال میں سے کوئی بات یاد ہو۔ تو مجھے تحریر کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ حتے الوسع شخصی یا ذاتی رائے سے اجتناب کیا جائے۔ صرف تحقیق شدہ واقعات کا اندراج ہو۔ حافظ صاحب کے خاندانی حالات۔ قادیان میں تعلیم پانے کے وقت کے حالات۔ تبلیغی حالات۔ کب۔ کہاں۔ کس موضوع پر تقریر کی کس سے مناظرہ کیا۔ آپ کی تقریر سے کتنے لوگوں نے بیعت کی۔ آپ کی معیت میں کون صاحب تھے۔ کتنے دن قیام کیا۔ حافظ صاحب نے کوئی اپنی خصوصیت سے مثلاً خواب یا رؤیا کوئی کشف بیان کیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا کوئی واقعہ یا کوئی ارشاد روایت کیا ہو۔ وغیرہ حالات سے براہ نوازش جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ خاکسار غلام احمد [illegible]

اخبار احمدیہ

بیعت ملک عزیز خان صاحب پشاوری۔ دفتر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور پہلے احمدیوں کے سخت مخالف تھے۔ مگر کچھ عرصہ سے احمدیت کی اسٹڈی کرتے تھے۔ اب ان پر حق کھل گیا ہے اور آپ نے ۱۳۔ جولائی ۱۹۲۹ء کو درخواست بیعت حضور کی خدمت میں تحریر کر دی ہے۔ جسے حضور منظور فرمالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے

تقرر امیر جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مولوی غلام صمدانی صاحب بی۔ ایل پلیڈر کو یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰۔ اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔ ذوالفقار علی خاں ناظر اعلیٰ قادیان

درخواست ہائے دعا ۱۔ میرے بھائی مرزا محمد حسین صاحب احمدی معہ تین احمدی امیدوار دوستوں کا امتحان ڈیپارٹمینٹل آرسنل راولپنڈی میں ۱۵۔ جولائی سے شروع ہے۔ تمام احباب جماعت ہائے احمدیہ سے التجا ہے۔ کہ کامیابی کے واسطے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد لٹیین احمدی قادیان

۲۔ چوہدری طفیل محمد خان صاحب (غیر احمدی) راجپوت متوطن سرڑہ تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور بعارضہ تپ دق سخت علیل ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور تمام احمدی جماعت سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے شفا دیدی۔ تو وہ خود احمدی ہو کر مبلغ پانصد روپے برائے اشاعت اسلام دینگے۔ خاکسار چوہدری ججو خان

اعلان نکاح خواجہ عبدالواحد صاحب تاجر گوجرہ کی لڑکی مسمات احمدہ بیگم کا نکاح مسمی عبداللطیف تاجر ولد احمد الدین صاحب ساکن گوجرانوالہ سے مورخہ ۲۵/۵/۲۹ کو بعوض مبلغ ۹۰۰ روپے حق مہر مبلغ چارصد معجل بصورت زیورات و مبلغ پانصد روپے غیر معجل پر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بمقام گوجرہ پڑھا۔ محمود بیگ بقلم خود ۲۲/۷/۲۹

ولادت ۱۔ ۴۔ جون ۱۹۲۹ء کی رات کو اللہ تعالیٰ نے میرے گھر میں لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام محمد سلیمان رکھا گیا ہے احباب دعا فرمائیں۔ کہ خداوند تعالیٰ اس کو پاک زندگی عطا فرمائے۔ اور صاحب اقبال بنائے۔ آمین۔ خاکسار حافظ جمال احمد مبلغ ماریشس

۲۔ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے برادر عبدالواحد کے ہاں ۴/۷/۲۹ کو لڑکی پیدا ہوئی احباب مولودہ کی درازی عمر اور سعادت دارین کے لئے دعا کریں۔

خاکسار عنایت اللہ تھانہ شاہ کوٹ

۳۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا لڑکا محمد اسلم نامی عنایت فرمایا ہے احباب مولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کریں۔

خاکسار علی احمد از بھیرہ

دعائے مغفرت میرے والد صاحب مورخہ ۹۔ جولائی ۱۹۲۹ء کو بوقت ۵ بجے شام فوت ہو گئے ہیں۔ احباب والد کے مغفرت فرمادیں۔ خاکسار بدرالدین احمدی فیض اللہ چک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹ | قادیان دارالامان - مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

خوئے بد را بہانہ ہائے بسیار

سید الکونین کی سیرت کے متعلق جلسوں کے مخالفین

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جلسوں کی جو تحریک فرمائی۔ اور جسے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے باوجود دشمنوں اور حاسدوں کی بے حد مخالفانہ کوششوں کے بے نظیر کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کی خوبی اور عمدگی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے سے معاند کو بھی اس میں کوئی نقص اور کوئی قباحت نظر نہیں آئی۔ مگر کس وقت۔ اس وقت جب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا "یوم ولادت" منانے کی ایک نئی تحریک ظہور پذیر ہوئی۔ اور اس کے مجوزین اسے کامیاب بنانے میں انتہائی جد وجہد کر رہے ہیں۔ ورنہ یہی مولوی صاحب اس وقت سب سے بڑے مخالفوں میں سے ایک تھے۔ جبکہ ۲- جون کے جلسے ہونے والے تھے۔ اور امرتسر میں ۲ جون کے جلسہ کے خلاف انہوں نے اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مضمون

مولوی صاحب نے "ایک اور بدعت" اور "جماعت اہلحدیث کو اطلاع" کے زیر عنوان ۱۹- جولائی کے "اہلحدیث" میں لکھا ہے:۔

"ہمارے اخوان اہلحدیث واقف ہیں۔ کہ چھٹی صدی میں مولود کی رسم جاری ہوئی تھی۔ جو ترقی کرتی کرتی یہاں تک پہونچی۔ کہ اس میں بوقت ولادت مبارکہ سب کھڑے ہو جاتے۔ اور یہ شعر پڑھتے ہیں

شعر۔ ندا از حاملان عرش آمد۔ کہ برخیز از پئے تعظیم احمدؐ

جو نہ کھڑا ہو۔ اُس کو مردود۔ مرتد۔ بے ادب وغیرہ کہتے ہیں۔ اس قیام کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ جب کھڑے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رُوح مبارک ہم میں حاضر ہوتی ہے۔ اس کا نام ہے مجلس میلاد شریف۔

جماعت اہلحدیث اور علماء دیوبند نے اس رسم کو شرک و بدعت کا مجموعہ سمجھا۔ اور اس مجلس میں شریک ہونا باعث گناہ قرار دیا۔ یہاں تک کہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم نے صاف فتوےٰ دیا۔ کہ مجلس مولود میں کوئی کام بھی بدعت کا نہ ہو۔ کوئی روایت بھی جھوٹی بیان نہ ہو تو بھی بدعت ہے۔ کیونکہ اس قسم کی مجلس بتقریر یوم زمانہ رسالت اور عہد خلافت میں نہ تھی۔ علمائے اہل حدیث بھی اسی روش پر رہے۔

اس کے بعد لاہور کے مولوی ممتاز علی صاحب مالک اخبار تہذیب نسواں نے "عید میلاد" کے نام سے آواز اٹھائی۔ جماعت اہلحدیث اور علماء دیوبند نے اس کو بھی اسی نظر سے دیکھا۔ کیونکہ اس مجلس میں بھی قیام وغیرہ رسوم بدعیہ سے پرہیز نہ تھا۔ نہ روایات واہیہ کو ترک کرنے کا التزام۔

اس کے بعد قادیانیوں نے "سیرت نبیؐ" کے نام سے سالانہ جلسوں کی تحریک کی اس تحریک کے محرکین نے دونوں باتوں کا اندازہ رکھا۔ یعنی ایک تو ماہ ولادت مبارکہ (ربیع الاول) کو چھوڑ دیا۔ دوم قیام وغیرہ ترک رکھا۔ محض سیرت نبویہ بیان کرنے پر اکتفا کیا۔

اب ایک آواز "یوم النبی" کے نام سے اخباروں میں اٹھی ہے۔ یہ تحریک بھی بحیثیت اہل سنت ہمیں خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ اس کا انجام وہی ہوگا۔ جو مجالس میلاد کا ہُوا"۔

نتیجہ

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ میلاد النبی کی رسم اس حد تک پہونچ چکی تھی۔ کہ بجائے کسی نفع اور ثواب کا موجب بننے کے نقصان اور گناہ کا باعث ہو رہی تھی۔ اسی طرح "عید میلاد" کی تحریک میں بھی رسوم بدعیہ شامل تھیں۔ لیکن ان دونوں کے مقابلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے سیرت نبی کے نام سے سالانہ جلسوں کی جو تحریک فرمائی اس میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جسے کوئی اسلامی فرقہ بدعت یا ناجائز قرار دے سکے۔ لیکن اس کے بعد "یوم النبی" کے نام سے جو تحریک ہو رہی ہے۔ یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو ابھی سے خطرناک معلوم ہو رہی ہے۔ اور ان کے نزدیک اس کا بھی وہی انجام ہوگا۔ جو مجالس میلاد کا ہُوا۔ یعنی ناجائز رسوم اس میں داخل ہو جائیں گی۔ اور مسلمان کئی قسم کی بدعتوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

بہت بڑا خطرہ

یہ خطرہ کوئی معمولی خطرہ نہیں۔ اگر یہ تحریک بھی میلاد النبی کے جلسوں کی طرح چلی۔ اور اس میں بھی وہی باتیں داخل ہو گئیں۔ جو میلاد کے جلسوں کا جزو لاینفک سمجھی جاتی ہیں۔ تو پھر اس سے کسی قسم کے فائدہ کی توقع رکھنا فضول ہے۔ لیکن اگر بانیان تحریک ان تمام بدعات سے مجتنب رہنے کا پورا پورا انتظام کرلیں (جس میں کامیابی فی الحال محال ہے) اور کوئی حرکت ایسی نہ کی جائے۔ جو کسی اسلامی فرقہ کے مذہبی عقیدہ کے خلاف ہو۔ تو بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کو اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں پہلے سے بھی زیادہ خطرناک "خطرہ" انہیں نظر آرہا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"اگر بانیان تحریک کی طرف سے یہ اعلان کیا جائے۔ کہ اس قسم کے جلسوں میں کوئی کام ایسا نہ کیا جائے۔ جو کسی اسلامی فرقہ کے خلاف ہو مثلاً قیام وغیرہ۔ بلکہ محض سیرت نبویہ کے مختلف عنوانات پر تقریریں ہونگی۔ تو اس خطرہ کی نفی کے بعد دوسرا خطرہ ایک اور رہیگا۔ جو قابل غور ہے"۔

"قادیانی تحریک" کو نقصان پہونچانے کا خیال

یہ خطرہ "کیا ہے؟ اس کی تفصیل بھی مولوی صاحب ہی کے الفاظ میں سُن لیجئے۔ اصل خطرہ کا ذکر کرنے سے قبل فرماتے ہیں:۔

"قادیانی تحریک سابق ہے۔ اس تحریک سے الگ یہ جلسے کیوں تجویز ہوئے ہیں۔ کیا اس لئے کہ اس تحریک کو ضعف پہونچے"۔

کیا ہی مبارک خیال اور کتنی پاکیزہ نیت ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی تحریک پر سیرت نبی کے جو جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے سے انسان کو بھی کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ کوئی خلاف شرع بات دکھائی نہیں دیتی انہیں نقصان پہونچانے کے لئے ایک نئی تحریک شروع کی جاتی ہے لیکن کیا اس تحریک کو نقصان پہونچ بھی سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"اس طرح ان کو ضعف نہیں پہونچیگا۔ بلکہ قوت پہونچے گی۔ کیونکہ ان کی تاریخ اور ہے۔ دو مختلف زمانوں میں جلسے ہونے سے کسی کو بھی ضعف نہیں۔ ہاں ان کو قوت یوں ہوگی۔ کہ ماہ ربیع الاول والے جلسہ کو بھی اپنی تحریک کا نتیجہ بتائیں گے۔ اور اپنی تحریک کے مطابق اپنے جلسے جاری رکھیں گے"۔

مبارک تحریک کی مخالفت

یہ ہے بہت بڑا خطرہ جس نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہلکان کر رکھا ہے۔ اور جس کی وہ "جماعت اہلحدیث کو اطلاع" دے رہے ہیں لیکن ہر ایک صاحب فہم و فراست غور کرے۔ تو اسے معلوم ہو جائے۔ یہ وہ بدبختی ہے۔ جو اس زمانہ کے "علماء" کے حصہ میں آئی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاک اور مطہر زندگی کے خلاف مخالفین کی دلآزار اور روح فرسا کوششوں کو دیکھ کر اور ان کے پھیلائے ہوئے زہر کو ملاحظہ فرما کر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے "سیرت النبیؐ" کے متعلق سارے ملک میں لیکچر دینے کی تحریک فرمائی۔ تاکہ نہ صرف ناواقف اور بے علم مسلمان اپنے بے مثال ہادی اور بے نظیر راہنما کی شان اعلےٰ وارفع سے واقف ہو سکیں۔ اور آپ کے اسوہ حسنہ سے فائدہ اٹھا کر دین و دنیا میں کامیابی حاصل کر سکیں بلکہ غیر مذاہب کے لوگوں کو بھی مخلوق کے اس عظیم الشان محسن اور خیر خواہ کی خوبیوں سے آگاہ کیا جائے۔ تا ان کے قلوب میں نفرت و حقارت کی بجائے محبت اور الفت کے جذبات پیدا ہوں۔ وہ مسلمانوں سے خوشگوار تعلقات بڑھائیں۔ اور ایک دوسرے کیساتھ رواداری سے پیش آئیں

ان سب باتوں کے مفید اور نتیجہ خیز ہونے اور جلسوں میں کسی اسلامی فرقہ کے کسی عقیدہ کے خلاف کوئی بات نہ ہونے کا اعتراف کرنے کے باوجود مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہمنواؤں نے محض اس لئے مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھا۔ کہ ان کی تحریک "قادیانیوں" کی طرف سے ہوئی۔ اس طرح یہ لوگ ایسی بابرکت اور مفید تحریک سے علیحدہ رہ کر بلکہ اس کی مخالفت کر کے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور ستائش میں روکاوٹ ڈالنے والے بنے۔

ایک اور تحریک کی مخالفت

لیکن اس کے بعد جب اسی رنگ کی ایک اور تحریک ہوئی۔ تو اس میں انہیں یہ خطرہ نظر آنے لگا۔ کہ اس طرح "قادیانیوں کی تحریک" کو ضعف نہیں۔ بلکہ قوت پہونچے گی۔ گویا "قادیانیوں" کی تحریک کو جو خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس کے اظہار کے لئے تھی جس طریق سے ضعف پہونچے۔ اسے اختیار کرنے کے لئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب بخوشی تیار ہیں لیکن اگر نقصان نہ پہونچے بلکہ قوت حاصل ہونے کا "خطرہ" ہو۔ تو خواہ وہ کیسی ہی پاک تحریک ہو۔ اس میں شامل ہونے کے لئے مولوی ثناء اللہ اور "جماعت اہلحدیث" تیار نہیں۔

سرور دو عالم کی توقیر سے لاپرواہی

کیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ ان لوگوں کو جماعت احمدیہ کے بغض و حسد نے اس قدر اندھا کر رکھا ہے۔ کہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و توقیر کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ یہ تو برداشت کر سکتے ہیں کہ دشمنان اسلام آپ کی ذات قدسی صفات پر ناپاک سے ناپاک حملے کریں۔ آپ کے خلاف گندی سے گندی کتابیں شائع کریں۔ آپ کے متعلق شرمناک سے شرمناک الزام لگائیں۔ لیکن یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ ان الزامات۔ ان اتہامات اور ان حملوں کو دور کرنے اور آپ کی پاکیزہ زندگی پیش کرنے کے لئے جو جلسے منعقد کئے جائیں ان میں شریک ہوں۔ کیوں۔ محض اس لئے کہ ایسے جلسوں کی تحریک احمدیوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ اور پھر یہ تحریک اس قدر (نعوذ باللہ) ناپاک ہے۔ کہ اگر اس سے متاثر ہو کر کوئی اور اسی قسم کی تحریک کرے تو اس میں شریک ہونا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔

مسلمان کہلانے والوں کی افسوسناک حالت

یہ ہے۔ ان لوگوں کی حالت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے ستون کہلاتے۔ اور آپ کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کچھ بھی اخلاص ہوتا۔ کچھ بھی محبت ہوتی۔ اور بدرجہ آخر کچھ بھی تعلق ہوتا۔ تو ان کا فرض ہوتا۔ کہ آپ کی تعریف و توصیف۔ حمد و ثنا اور مدح و ستائش کی تحریک خواہ کوئی کرتا۔ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے۔ اور دنیا کو دکھا دیتے۔ کہ اپنے ہادی اور راہنما سے اخلاص کا یہ ثبوت ہوتا ہے۔ لیکن اس سے انہیں کیا۔ انہیں تو ایک دوسرے کو گرانے اور کوئی کام نہ ہونے دینے سے کام ہے۔ خواہ کوئی دین کا خادم ہی ہو۔ اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لئے ہی جد و جہد کرے۔

لچر اور پوچ بہانے

بات یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان سے صحیح عمل کی توفیق چھین لی گئی ہے۔ یہ نہ خود کچھ کرتے ہیں۔ اور نہ کسی اور کو کچھ کرتا دیکھ سکتے ہیں۔ اس لئے مفید سے مفید تحریک میں روڑے اٹکاتے رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے ایسے عذر اور بہانے بناتے ہیں۔ جن کے لچر اور پوچ ہونے میں کسی عقلمند کو شک نہیں ہو سکتا۔

اس موقعہ پر ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جو جلسے دو سال سے منعقد ہو رہے ہیں اور یہ تحریک بہت بڑی حد تک قبولیت حاصل کر چکی ہے۔ اسے چھوڑ کر بجائیکہ اس میں کسی فرقہ کے مسلمانوں کے نزدیک کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ اسی قسم کی اور تحریک جاری کرنا منتشر کرنا اور متحدہ مقصد اور مدعا کے متعلق اتحاد عمل کا کوئی اچھا نمونہ نہیں۔ لیکن پھر بھی چونکہ یہ اس وجود باجود کی شان کے اظہار کے لئے ہے۔ جس کے نام پر ہم اپنا سب کچھ قربان کر دینا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم خوش ہیں۔ کہ ہمارے محبوب کا ذکر جتنا زیادہ ہو۔ اتنا ہی ہمارے لئے زیادہ باعث راحت ہے۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ اس تحریک کو چلانے والوں کو صحیح معنوں میں کامیابی حاصل ہو۔ اور وہ اس تحریک کو صحیح طریق پر چلا کر مفید بنائیں۔ اگر وہ ہمت اور کوشش سے کام لیں۔ تو یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک موجود ہے جب اسی بنیاد پر انہوں نے یہ کام شروع کیا ہے۔ تو وہی طریق بھی اختیار کرنا چاہئے جو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت ہماری جماعت اور دوسرے عقلمند مسلمانوں نے اختیار کیا۔

قانون ازدواج میں ترمیم

نافہم علماء اور کم علم ملاؤں سے جہاں اسلام کو اور ہزاروں نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ وہاں ان کے طفیل یہ بھی سمجھا گیا۔ کہ عورت مرتد ہو کر مسلمان خاوند کی زوجیت سے خود بخود خارج ہو جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جو عورت خانگی پریشانیوں یا اپنی آوارگی کے باعث اپنے خاوندوں سے علیحدگی کی آرزومند ہوتی ہے۔ وہ عیسائیت یا ہندو دھرم اختیار کر کے آزاد ہو جاتی ہے۔ اور موجودہ قانون اسے مسلم خاوند کی زوجیت سے آزاد قرار دے دیتا ہے۔ اس کے بالمقابل ایک ہندو عورت خواہ سچے دل سے اسلام قبول کرے۔ اور اپنے خاوند کو چھوڑ کر کتنا عرصہ بھی کسی غیر ہندو کے ساتھ گذار آئے۔ اور مسلمان ہو کر باقاعدہ اس کی بیوی بن جائے۔ قانوناً بدستور ہندو خاوند کی بیوی رہتی ہے اور وہ اسے حاصل کر سکتا ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ قانون مسلمانوں کے لئے کس قدر مضر اور نقصان رساں ہے۔ درد مند دل مدت سے اس کے ازالہ کے خواہاں اور اس میں مناسب ترمیم کے طالب تھے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ مسٹر دین محمد صاحب وکیل گوجرانوالہ پنجاب کونسل میں اس مطلب کا ریزولیوشن پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ

"جب شرع محمدی کے مطابق کوئی شادی ہو جائے۔ تو وہ محض مرد یا عورت کے اسلام سے منحرف ہو جانے سے منسوخ نہ سمجھی جائے"

ہم سمجھتے ہیں۔ کسی ایسے قانون کا نفاذ مجموعی طور پر مسلمانوں کے لئے فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ کسی مرد کے ارتداد پر اس کی دیندار بیوی کو بھی اپنی کانشنس کے خلاف اس سے تعلقات زن و شوئی رکھنے پڑیں گے۔ جو اسلامی غیرت کے سراسر منافی ہے۔ چونکہ عموماً عورتیں اس قدر مرتد نہیں ہوتیں۔ جس قدر مرد۔ اس لئے اس قانون کا نقصان فائدہ سے بہت زیادہ ہے۔ مسلم قانون دان اصحاب کو سب پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر یہ مسودہ قانون پیش کرنا چاہئے۔

صوبہ سرحد اور بلوچستان کیلئے علیحدہ یونیورسٹی

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ صوبہ سرحد، بلوچستان اور پنجاب کے اس پار کے علاقہ کے لئے ایک علیحدہ یونیورسٹی قائم کیجائے۔

صوبہ سرحد اور بلوچستان کی اسلامی آبادی کی تعلیمی پستی اور جہالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر شخص اس قرارداد کو نہایت ضروری سمجھے گا۔ پنجاب یونیورسٹی کلیتہً ہندوؤں کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ اور واقعات کی رو سے ثابت ہو چکا ہے۔ قابو یافتہ ہندو مسلمانوں کی ہر قسم کی تعلیمی ترقی میں روکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔

صوبہ سرحد اور بلوچستان کا علاقہ تعلیم کے لحاظ سے حکومت کی توجہ کا بہت محتاج ہے۔ نیز وہاں اشاعت تعلیم خود حکومت کی بہت سی پریشانیوں کو رفع کرنے کا موجب ہوگی۔

ریاست حیدر آباد اور سکھ

ریاست حیدر آباد میں گوردوارہ مال ٹیکری کے تنازعہ کے متعلق منصفانہ فیصلہ کے لئے جیسا کہ حضور نظام والئے دکن کی انصاف پروری سے امید تھی۔ انتظام ہو رہا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے حکومت نظام انگریزی ہائی کورٹ کے کسی جج کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش میں ہے۔ اس سے قبل بھی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہوئی تھی۔ لیکن اس کے ارکان کی آراء میں چونکہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس لئے کوئی تصفیہ نہ ہو سکا۔ اب اس جج کا فیصلہ ناطق سمجھا جائے گا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضور نظام کو اپنی غیر مسلم رعایا کے حقوق کا کس قدر خیال ہے۔ سکھوں کو چاہئے۔ آئینی طور پر اپنے مطالبات مقررہ جج کے پیش کرنے کا انتظام کریں۔

افغانستان سے ہندو اخبارات کی ہمدردی

بعض ہندو اخبارات نے جو سابق شاہ کابل امان اللہ خان کی تائید اور حمایت میں اپنی آراء کا اظہار کیا۔ تو ہم نے اسی وقت ثابت کر دیا تھا۔ کہ اس دوستی کے پردہ میں دراصل اسلام سے دشمنی مقصود ہے۔ چنانچہ انہی ہندو اخبارات کی تحریروں سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہونچا دی گئی۔ اور مسلمانوں کو ان کی چال سے آگاہ کر دیا گیا۔ حال میں مولانا شوکت علی کا ایک مضمون "ریاست" (دہلی) میں شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے وہی بات کہی ہے۔ جو ہم آج سے بہت عرصہ قبل کہہ چکے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

۔۔۔ ہندو صحافت کی اصل غرض محض غازی امان اللہ خان اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تعریف اور تائید کے پردے میں خوب دل کھول کر شریعت اسلام اور مسلمان علماء اور دیندار لوگوں پر لعن طعن کرنا تھا۔ ہر سمجھدار مسلمان یہ بات محسوس کر رہا تھا۔ لیکن وہ لوگ جو ہندوؤں کے ہاتھ مسلمانوں کو بیچنے کا سودا کر چکے ہیں اور جن کا راہ نما اخبار زمیندار ہے اس کی زبان ہندو اخبارات کا شکریہ ادا کرتے کرتے خشک ہو گئی۔ اور غالباً اب بھی وہ مندرجہ بالا حقیقت کے اعتراف کے لئے تیار نہ ہو سکیگا۔

ایڈیٹر شدھی سماچار کو سزا

شدھی سماچار کے ایڈیٹر سوامی چدانند کو سٹی مجسٹریٹ دہلی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ایک ناپاک اور اشتعال انگیز مضمون لکھنے کی پاداش میں زیر دفعہ ۱۵۳ الف چھ ماہ کی سخت قید اور تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ مزید برآں زیر دفعہ ۲۹۵ الف بھی چھ مہینہ کی سخت قید کی سزا دی۔ لیکن دونوں سزائیں اکٹھی شروع ہونگی۔ اسلئے چھ ماہ ہی کی سزا سمجھنی چاہیئے۔

پے در پے آریوں کے سوامیوں اور مہاشوں کے خلاف اسی قسم کے مقدمات دائر ہونا اور ان کا سزا پانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ لوگ دوسروں کی دلآزاری اور تکلیف دہی میں بہت بیباک ہیں۔ اور ان کی وجہ سے ہندوستان کے امن کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ کاش یہ لوگ اب بھی سمجھیں کہ یہ طریق بہت نقصان رساں ہے۔ اور دوسروں کے بزرگوں کو گالیاں دینے کی بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کریں کیونکہ کسی مذہب کی صداقت اس کی خوبیوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ نہ اس بات سے کہ اس کے پیرو کس قدر بدزبانی اور بدگوئی کر سکتے ہیں ؎

مہاراجہ صاحب جموں کا ایک حکم

سری نگر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر نے یہ حکم جاری کیا ہے۔ کہ جو شخص ۱۶ سال سے کم عمر کے بچے کے ہاتھ کسی قسم کا تمباکو فروخت کرنے یا اسے دینے کی کوشش اس کے والدین کی اجازت کے بغیر کریگا۔ اسے سو روپیہ جرمانہ کی سزا دیجائیگی۔ اور اگر ۱۶ سال سے کم عمر کا بچہ تمباکو کو استعمال کرتا ہوا پکڑا گیا۔ تو اس سے تمباکو چھین لیا جائیگا۔

روز بروز تمباکو کا استعمال بہت بڑھ رہا ہے۔ اور چھوٹی عمر کے بچے اس میں کثرت سے مبتلا ہو رہے ہیں۔ جس سے ان کے ذہنی اور دماغی قویٰ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ مہاراجہ صاحب بہادر جموں نے اپنی رعایا کے بچوں پر یہ حکم جاری کر کے بہت بڑا احسان کیا ہے امید ہے۔ کہ اس کی قدر کی جائیگی۔ اسی قسم کے احکام علاقہ انگریزی میں بھی جاری ہونے چاہئیں۔ اور ان پر پوری طرح عمل کرنا چاہئیے ؎ کچھ عرصہ ہوا۔ اس قسم کا کوئی قانون پاس تو ہوا تھا۔ مگر اس کا نفاذ کہیں نظر نہیں آتا۔ معلوم نہیں کیا وجہ ہے ؎

51

اشارات

اسی پرچہ میں ایک مختصر سا نوٹ مولوی ظفر علی کے اعلاء حریت و آزادی کے متعلق شائع ہو رہا ہے۔ اگرچہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے حرف بحرف درست ہے۔ اور مولوی ظفر علی خان کے کسی بڑے سے بڑے پردہ دار میں ہمت نہیں۔ کہ اس کے ایک لفظ کا بھی انکار کر سکے تاہم وہ پرانی باتیں ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے جس شخص کو "پولیٹکل گرگٹ" قرار دیا گیا ہو۔ اس کے رنگ بدلنے کا کوئی تازہ نظارہ پیش کرنا چاہئیے ورنہ اس لقب کے درست ہونے میں "شبہ دارد" ہو جائیگا۔ اور اس کی بجائے کوئی اور خطاب تجویز کرنا پڑیگا۔ ہم اس بات کو ایکدفعہ تسلیم کرتے ہوئے بالکل "تازہ بتازہ" اور "نو بنو" واقعہ پیش کرتے ہیں۔

ابھی ابھی مولوی ظفر علی صاحب جب سرکاری اعلان کی خلاف ورزی کی وجہ سے گرفتار ہو کر سوراجیہ کی پہلی منزل حوالات میں تشریف لے گئے تو فوراً ضمانت دیکر باہر نکل آئے۔ کوئی پوچھے جب قانون کی خلاف ورزی کیلئے گھر سے نکلے تھے۔ تو ضمانت دیکر کیوں رہائی حاصل کی۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر ان کا دوسرا کارنامہ ہے۔ ۲۰ جولائی کو جب مقدمہ پیش ہوا۔ تو نہ معلوم مولوی صاحب نے کیا خیال کر کے مجسٹریٹ صاحب کی معدلت گستری اور انصاف پسندی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیئے معاصر "سیاست" میں تو یہ واقعہ بہت دلچسپ پیرایہ میں درج ہوا ہے۔ لیکن اسے چھوڑ کر ہم "ملاپ" کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جس کا مولوی ظفر علی کی "لہروانی چوٹی" کے ساتھ "دامن" کا تعلق ہے۔

"ملاپ" (۲۳ جولائی) لکھتا ہے۔

"مولانا ظفر علی خان نے نہایت فصیح تقریر کرتے ہوئے جس میں علاوہ ... کی خوب تعریف کی گئی تھی۔ عدالت سے کہا۔ کہ بدقسمتی سے میں اپنی پیروی آپ کر رہا ہوں"

گورنمنٹ کے ایک مجسٹریٹ کی تعریف و توصیف کے راگ اس ظفر علی کے منہ سے کیا ہی حیرت انگیز معلوم ہوتے ہونگے۔ جو اسمبر ۱۹۲۸ء سے پہلے پہلے موجودہ گورنمنٹ کو الٹ دینے اور اس کی جگہ خود حکمران بننے کا دعویدار ہے لیکن جب مجسٹریٹ صاحب کا یہ عدول حدود سے تکش سے بھی موم ہوا نہ مقصد برآری کی کوئی راہ نہ نکلی۔ اور اشتعال شدید طبیعت اکتانے لگی۔ تو مولانا ظفر علی اپنے "تعریفی الفاظ واپس" لینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

الفاظ واپس لینے کی منطق گو کبھی بھی ہماری سمجھ میں نہیں آئی لیکن تعریفی الفاظ واپس لینے کی نوعیت تو بالکل ہی ناقابل فہم ہے اگر صحیح اور درست تعریف کی گئی تھی۔ تو پھر یہ کہنے سے کہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں وہ تعریف مذمت نہیں بن سکتی۔ اور اگر جو کچھ کہا گیا وہ غلط تھا۔ تو کہنے والے نے جھوٹ بولا۔ اور اپنے الفاظ واپس لے کر اپنے جھوٹے ہونیکا خود ثبوت پیش کردیا۔

معلوم ہوتا ہے مجسٹریٹ صاحب بہت با اخلاق انسان واقعہ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اس وقت جبکہ مولوی ظفر علی اپنے الفاظ واپس لے رہے تھے صرف یہ کہا۔ "میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ بیٹھ جائیں" ورنہ اگر کوئی زیادہ حساس مجسٹریٹ ہوتا۔ تو نہ معلوم کیا سلوک کرتا۔ مگر اس وقت پھر مولوی صاحب "نہایت فصیح تقریر" میں تعریف و توصیف شروع کر دیتے۔ اس میں انکا خرچ ہی کیا ہوتا ہے۔ زبان تو انکے منہ میں ہے ہی۔ جب چاہا کسی کی تعریف میں چلادی اور جب چاہا اسی کی مذمت میں لگادی۔ یہ انکا پرانا شیوہ ہے۔ اور اسی کے صدقے وہ نت نئی قلا بازیاں کھاتے رہتے ہیں۔

جس شخص کی یہ حالت ہو اسے تو کسی کو منہ نہیں دکھانا چاہئے۔ اور گمنامی کے گڑھے میں روپوش ہو جانا چاہئے۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی ہے۔ کہ ایسے لوگ لیڈر بنے ہوئے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے پیچھے چلنے کی دعوت دے رہے ہیں

وہ لوگ جن کا کام دوسروں کو وسعت اخلاق اور وسیع حوصلگی کی تعلیم دینا ہے۔ بعض اوقات خود اس قدر تنگدلی دکھاتے ہیں کہ حیرت کی حد نہیں رہتی۔ اخبارات کا ایک دوسرے کے مضامین اپنے صفحات میں درج کرنا کوئی معیوب بات نہیں۔ بلکہ ہمیں تو شکایت ہے۔ کہ ہندو اخبارات جسطرح ایک دوسرے کی آواز کو تقویت دیتے اور نہ صرف ضروری مضامین بلکہ خبریں آپس میں نقل کرتے ہیں۔ اسطرح مسلمان اخبارات نہیں کرتے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ کسی اخبار کا حوالہ دیئے بغیر اسکا کوئی مضمون وغیرہ نقل کرنا بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور افسوس کہ ہم آئے دن اس بے انصافی کا بری طرح شکار ہوتے رہتے ہیں۔

ہمارے مسلم معاصر "الفضل" کے کسی مضمون یا نوٹ کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھکر اسے اپنے صفحات میں بہتر جگہ میں درج کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات اچھے خاصے طویل مضامین بھی نقل کر لینے کی تکلیف برداشت کر لیتے ہیں لیکن بطور حوالہ صرف "الفضل" لکھنا ان کیلئے کوہ گراں بن جاتا ہے۔ جس کی برداشت کی قطعاً طاقت نہیں پاتے۔ یہ اگر انتہا درجہ کی تنگدلی نہیں تو اور کیا ہے۔

معاصر مدینہ بجنور (۱۲ جولائی) نے جو چند ہی دن ہوئے ہمارے خلاف خوب برس چکا ہے۔ "ہمارے معاصرین" کے زیر عنوان سب سے پہلے "الفضل" (۱۲ جولائی) کا ایک نوٹ "نماز باجماعت" درج کیا ہے جس کے لئے ہم ممنون ہیں۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ممنون ہوتے۔ اگر "الفضل" کا حوالہ بھی دے دیا جاتا جب اسکے بعد درج ہونیوالے اقتباسات کے ساتھ ہر اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تو "الفضل" کا بھی حق تھا۔ کہ اس کا حوالہ ہوتا یہ ہم نے اخباری اصول کی بنا پر کہا ہے۔ ورنہ اگر ہمارے معاصرین اخفش ہو [illegible] والہ دینے بغیر اس کے مضامین سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ تو اسی طرح سہی ؎

مولوی ظفر علیخاں کے دعوائے حُریّت کی حقیقت

مولوی ظفر علی اور ان کے خواجہ تاش آج کل ان شرفاء پر جو انکی موجودہ شوریدہ سری کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے۔ خوب برس رہے ہیں۔ ان کا ان دنوں محبوب ترین مشغلہ ایسے ہی خیر خواہان ملک و ملت پر بہتان باندھنا اور دشنام دہی ہے۔ کبھی تو آپ کی بارگاہ سے انہیں خوشامدی اور انگریز پرست کے القاب دیئے جاتے ہیں۔ کبھی دشمنان وطن اور نفاق انگیز کہا جاتا ہے۔ اور کبھی "ٹوڈی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے خلاف بھی بہت کچھ بیہودہ سرائی کی جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ اور برٹش گورنمنٹ ایک مستقل مبحث ہے۔ جو بہت وضاحت و تشریح کا محتاج ہے۔ اس لئے اس موضوع پر تفصیلی بحث تو ہم کبھی آیندہ فرصت پر اٹھا رکھتے ہیں۔ صحبت امروزہ میں یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ احرار کے فشون قاہرہ کے سپہ سالار اعظم فیلڈ مارشل ظفر علی خان بالقابہ کی عمر کا عزیز ترین حصہ اسی حکومت کی ہر کس طرح ناصیہ فرسائی کرنے میں گذرا ہے۔

یہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والا انسان جو اپنی حرکات کی وجہ سے "پولٹیکل گرگٹ" کا خطاب حاصل کر چکا ہے۔ آج دوسروں کو محض اس وجہ سے اپنی فطری بدتہذیبی اور دشنام دہی کا نشانہ بنا رہا ہے۔ کہ وہ اسکی طرح ملک میں شورش پیدا کرنے کے لئے ناپاک پروپیگنڈا نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ خود نہ صرف بہت عرصہ تک اسی پالیسی پر کاربند رہا ہے۔ بلکہ برطانوی مقاصد کے لئے مفید پروپیگنڈا کرنے کے لئے ایک مستقل اخبار نکالتا رہا ہے جس کا "اولین مقصد" حکومت برطانیہ کو ہندوستان میں مضبوط و مستحکم کرنا تھا۔ چنانچہ اس اخبار کے متعلق اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

"خاکسار کو (پنجاب گورنمنٹ نے) یہ اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے۔ کہ اپنے ہفتہ دار "ستارہ صبح" کو ترقی دیکر ایک اعلیٰ پیمانہ کا روزنامہ کر دے۔ ان نوازشات کے لحاظ سے خاکسار ہز آنر سر مائیکل اوڈوائر بالقابہ کا جس قدر شکریہ ادا کرے کم ہے۔ اور

اس اخبار کا اوّلین مقصد اس عقیدہ کی تلقین کرنا ہے کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی بقا اہل ملک کے بہترین مفاد کی ضامن ہے۔"

ناظرین متذکرۃ الصدر "بے نکی" کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور زمیندار کی موجودہ "شوراشوری" کو دیکھیں۔ اور بتائیں۔ جو شخص اپنے اخبار کا "اولین مقصد اس عقیدہ کی تلقین" قرار دے چکا ہو کہ "ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی بقاء اہل ملک کے مفاد کی بہترین ضامن ہے۔" اگر ان لوگوں پر جو آئینی طور پر حقوق طلب کرنا قرین دانشمندی سمجھتے ہیں۔ زبان طعن دراز کرے۔ تو اس کی بے حیائی میں کسی شبہ کی گنجایش ہو سکتی ہے؟ یہ کہاں کی دیانتداری ہے کہ جس عقیدہ کی تلقین کے لئے مولوی ظفر علی ایک مستقل اخبار نکالتا رہا اسکی آڑ لے کر دوسروں کو ٹوڈی - خوشامدی - انگریز پرست - غدار ملت قوم فروش اور دشمنان وطن قرار دیا جا رہا ہے۔ اگر اس وجہ سے کوئی ٹوڈی بن سکتا ہے۔ تو یہ شخص اس ٹوڈیت کے بانیوں میں سے ہے اگر یہ ملت سے غداری ہے۔ تو یہ خود غدار اعظم ہے۔ اگر یہ قوم فروشی ہے۔ تو سب سے بڑا قوم فروش یہی ہے۔ اور اگر یہ وطن کی دشمنی ہے۔ تو اس کا سب سے بڑا مجرم یہی ہے۔ یہ آج مسلمانوں کو مطعون کر رہا ہے۔ کہ وہ ایک غیر ملکی حکومت کی غلامی میں پھنسے ہوتے ہیں۔ حالانکہ خود بھی اسی کی غلامی کر رہا ہے اور یہاں تک اس کے متعلق کہہ چکا ہے:۔

"ترکی اور سلطنت انگریزی دونوں اسلامی سلطنتیں ہیں۔ اور ان سے مسلمانان عالم کی بہت سی اُمیدیں وابستہ ہیں۔" (زمیندار ۱۱ر اکتوبر ۱۹۱۱ء)

پھر لکھا:۔

"خدایا یہ بے شک اسلامی حکومت ہے۔ ...... اس حکومت کا سایہ ہمارے سروں پر ابدالآباد قائم رکھ۔ خدا ہمارے شاہنشاہ جارج فائیو قیصر ہند کے آئندہ عمر و اقبال سے ہمیں مستفیض ہونے کا موقع دے۔"

(زمیندار - ۲۰ر اکتوبر ۱۹۱۱ء)

حیرت ہے دعائیں کرتے وقت تو یہاں تک کہہ دیا گیا کہ گورنمنٹ انگریزی کو ابدالآباد تک ہمارے سروں پر قائم رکھ۔ لیکن آج یہ حالت ہے۔ کہ گورنمنٹ کے قیام اور استحکام کا ذمہ دار دوسروں کو قرار دیکر انہیں گالیاں دی جا رہی ہیں۔

آخران یاوہ گوئیوں کا سلسلہ کہیں ختم بھی ہوگا یا نہیں۔ آج ظفر علی دوسروں پر اس لئے گالیوں کا جھاڑ باندھ رہا ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لئے آئینی طور پر ملک معظم کی حکومت سے کیوں درخواست کرتے ہیں لیکن آج سے کچھ عرصہ قبل اس نے لکھا تھا:۔

"بحیثیت جمعیۃ اسلام کے آقا ہونے کے اگر اس گھٹا ٹوپ تاریکی میں امید کی کوئی روشن کرن نظر آتی ہے۔ تو وہ حضور جارج خامس شاہنشاہ ہند خلد اللہ ملکہم کی ذات بابرکات ہے۔ جو دس کروڑ مسلمانوں کے آقا ہونے کے لحاظ سے ہماری دستگیری پر منجانب اللہ مامور کئے گئے ہیں۔" (زمیندار ۲۸)

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب ظفر علی کے نزدیک اس گھٹا ٹوپ تاریکی میں امید کی روشن کرن حضور جارج خامس خلد اللہ ملکہم کی ذات بابرکات ہے۔ تو کیا مسلمان اس "امید کی روشن کرن" کی طرف سے منہ پھیر کر کے اندھیرے میں پڑے ہیں۔ اور اس منجانب اللہ مامور کے خلاف سرکشی دکھائیں۔ ظفر علی اگرچہ اب آقی "بن گیا ہے۔ لیکن مولانا بھی رہ چکا ہے اور اب بھی لیلے سے بڑھکر کسی کو ماہر شریعت نہیں سمجھتا۔ ہم پوچھتے ہیں کیا

ایک قومی اور ملی فرض کیلئے پکار

اللہ تعالیٰ اسپر رحم کرے جو میری بات سنے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر قریباً بیس سال گذرتے ہیں۔ اور اس چوتھائی صدی کے عرصہ میں حضور کے سوانح حیات اور سیرت کا مکمل ہو کر شائع نہ ہو جانا نہایت افسوسناک امر ہے۔ وہ پاک وجود جو دنیا میں رحمت ہو کر آیا ہے۔ اور جس کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچنے کے لئے مقدر ہے۔ خود اس کی زندگی کے حالات کو ہم شائع نہ کر سکیں۔ یہ ایک قومی اور ملی مواخذہ ہے۔ خاکسار عرفانی نے اپنی ہمت و استعداد کے موافق اس کام کو شروع کیا۔ مگر مالی مشکلات اسکی راہ میں روک ہو رہی ہیں۔ اس وقت تک جو شائع کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے متواتر دو گذشتہ سالانہ جلسوں پر احباب کو توجہ دلائی۔ اور فرمایا۔ کہ سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر احمدی کے گھر میں وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ - موجود ہونی چاہیئے۔ اور پچھلے سال اس کی ضرورت اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کا خریدنا فرض ہے۔ اس لئے کہ فرض کے لفظ کے بغیر اس کی اہمیت ظاہر نہیں ہوتی۔ حضرت کے ارشادات کے بعد میں کسی قسم کی تحریک کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ صرف حضرت کے اس ارشاد کی یاد دہانی کراتا ہوں:۔

سیرۃ اور سوانح کے اس وقت تک تین نمبر شائع ہو چکے ہیں آپ کی ابتدائی چالیس سالہ زندگی کے حالات مکمل شائع ہو چکے ہیں۔ اب میں عہد براہین لکھ رہا ہوں۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ فرمایا تھا۔ اس پر غور کرو۔ کہ اگر عرفانی اسے مکمل کر کے شائع نہ کر سکا۔ تو یہ سودا ہم کو بہت مہنگا پڑیگا۔ یہ حضرت کی قدردانی اور ذرہ نوازی ہے۔ مگر میں بغیر کسی تکلف کے کہتا ہوں کہ حقیقت یہی ہے۔ آج جو چیز آپ چند روپوں کے خرچ سے مہیا کر سکتے ہیں۔ کل اس پر سینکڑوں پونڈ خرچ کرنے پڑینگے۔ اس لئے ہمت کرو۔ اور اس ملی فرض کے پورا کرنے میں میرے معین ہو جائیں۔ اگر ایک ہزار دوست مستقل طور پر اس کے خریدار ہو جائیں۔ تو مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ میں ایک سال کے اندر اسے ختم کر سکوں گا۔

میں امید کرتا ہوں کہ مجھے پھر اس قسم کی یاد دہانی کی ضرورت نہ رہیگی۔ اس کام کو چلانے کے لئے سردست ایک سو ایسے دوستوں یا انجمنوں کی ضرورت ہے۔ جو کم از کم پانچ پانچ کاپیاں موجودہ ذخیرہ کی خرید کر لیں یہ یاد رہے کہ سو سو صفحہ کے حصص میں اب تک یہ شائع ہوتی رہی ہے اگر ایک ہزار مستقل خریدار ہو جائیں۔ تو میں اس حجم کو دوگنا کر دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

احباب اس ملی کام میں ہر طرح سے مدد کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں

خاکسار عرفانی ایڈیٹر الحکم و مرتب سوانح حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

غیر مبایعین اور اخبار "مباہلہ"

۱۴- جولائی کا اخبار پیغام صلح لاہور پڑھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جس میں انجمن لاہوریہ کے قاعد اعظم کی طرف سے شایع شدہ ایک خط میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اخبار مباہلہ کی اعانت و اشاعت کے ساتھ غیر مبایعین کا کسی قسم کا تعلق نہیں۔ اور کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ایسی مفتریات کی اشاعت منع ہے اور اس سے دونو فریق کی یکساں طور پر بدنامی ہوتی ہے۔

مولوی صاحب نے خوب کہی۔ مگر ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ گذشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خاکسار معہ چند رفقا "اصحاب الاخدود" کے نظارہ کے لئے لاہور پہونچا۔ جہاں:۔ "ھم علے النار قعود" کا سین پوری طرح دکھایا جا رہا تھا۔ مفتریات سے پُر اور فحشا سے لبریز اشتہارات و اخبارات۔ مستریان شین سیویاں کے نام سے شایع شدہ بمسجد مولوی محمد علی صاحب میں ڈھیروں ڈھیر جمع تھے اور میر مدثر شاہ صاحب پشاوری اور دیگر لاہوری حضرات بڑے جوش و خروش سے پیغامی انجمنوں کے نمائندوں کو بنڈلوں کے بنڈل حوالہ کر رہے۔ اور ساتھ ہدایت دے رہے تھے۔ کہ "اپنے اپنے علاقہ میں خوب تقسیم کرنا"۔ چنانچہ وہی اشتہارات و اخبارات پشاور میں بھی مولوی محمد علی صاحب کے عقیدتمندوں نے جگہ بجگہ دل کھول کر تقسیم کئے۔ جس کی احمدی اور غیر احمدی دنیا شاہد ہے۔

پھر ۲/ جون کے جلسہ کے موقعہ پر اخبار مباہلہ کی اشاعت پشاور میں جس زور سے کی گئی۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ہم نے کسی حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ شیعہ۔ ہندو۔ عیسائی۔ یہودی یا زردشتی کو نہیں دیکھا۔ جو اس اخبار کی اشاعت میں سرگرم ہو۔ بلکہ یہ مولوی محمد علی صاحب کے مخلص مرید ہی تھے۔ جو علی الاعلان ہر طرف ان اخبارات کی اشاعت میں از خود رفتہ دکھائی دیتے تھے۔ حتی کہ ان کا ایک فدائی مولوی امام الدین تو مباہلہ کے ناپاک اشتہارات ایک جھنڈا پر لگائے گلی بہ گلی اور کوچہ بہ کوچہ اٹھائے پھرتا رہا۔ اور اشتہارات چسپاں کرنے کا ٹھیکہ بھی اسی کے سپرد تھا۔ اگر اعتبار نہ ہو۔ تو ہم اسی کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میر مدثر شاہ۔ مرزا محمد سلطان۔ ڈاکٹر نظام الدین۔ شیخ تیمور۔ کندل خان اور دیگر ممبران انجمن غیر مبایعین پشاور جنہوں نے تا حال مولوی محمد علی صاحب کی عقیدت و سیادت سے علیحدگی کا اعلان نہیں کیا۔ یہ سب کے سب اس اخبار کی اشاعت میں حصہ دار تھے۔ ان واقعات۔ اور شہادات کے ہوتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب کا یہ ظاہر کرنا کہ اخبار مباہلہ یا ہر قسم دیگر فحشاء کی اشاعت میں گروہ غیر مبایعین کا کوئی تعلق نہیں۔ کہاں تک راستی پر مبنی ہو سکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ اہل پیغام نے ایک طرف تو اپنے افعال سے اپنا حشر ان لوگوں کے ساتھ کر دکھایا۔ جن کی نسبت قرآن کریم نے یوں خبر دی ہے۔ کہ ان الذین یحبون ان تشیع الفواحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ اور دوسری طرف اپنی سیاہ باطنی اور کمینگی پر پردہ ڈالنے کے لئے دنیا کی آنکھوں میں جھوٹ اور کذب کی دھول جھونک کر لعنۃ اللہ علے الکاذبین کے مصداق بن گئے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ خدا کے برگزیدوں کی جماعتوں کو درہم برہم کرنے کے لئے شیطان ہمیشہ وہی ذرائع استعمال کرتا رہا۔ جن سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن کام لے رہے ہیں۔ لیکن وُہ یاد رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے مقابلہ پر جو شیطان سے آخری جنگ کے لئے کھڑی کی گئی ہے حسب فرمان ایزدی ان عبادی لیس لک علیھم من سلطان۔ کوئی شیطانی ذریعہ کارگر نہ ہوگا۔ موجودہ درس حریت افواہات سیٹ کے پس پردہ خواہ جرمن مسانک لاج کا کوئی آزمودہ کار ہاتھ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ خداوند قدیر کی قائم کردہ جماعت کو جس کی زمام اسی کے قائم کردہ خلیفہ فاروق ثانی (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) کے ہاتھ میں ہے۔ منتشر نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایک دن یقیناً آنے والا ہے جبکہ شیطان اپنی نامرادیوں اور ناکامیوں پر نوحہ زن ہو کر اپنا سر نوچے گا۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم

خاکسار میاں محمد یوسف شہر پشاور

بجٹ کا پورا کرنا فرض ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶/ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء کو ایک خطبہ دیا تھا۔ جس میں حضور نے بقایا چندوں کے ادا کرنے اور جماعتوں کو ۳۰- اپریل سنہ ۱۹۲۹ء تک اپنے اپنے بجٹ پورا کرنے کیلئے تاکیدی ارشاد فرمایا تھا۔ کیونکہ وُہ بجٹ جسے تمام جماعتوں کے نمائندے تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ایک معاہدہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ایسے عہد کا پورا کرنا فرض ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں:۔

جماعت اور خدا تعالیٰ کے درمیان معاہدہ

بجٹ جماعت اور خدا تعالےٰ کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے۔ جسے ہر جماعت تسلیم کرتی ہے۔ کہ پورا کرے گی۔ ہمارے سب کام اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں اس لئے خواہ پچاس سال بھی گذر جائیں۔ وہ معاہدہ بدستور قائم رہے گا۔

اگر کوئی جماعت اس معاہدہ یعنی بجٹ کو اس سال پوری طرح ادا نہیں کر سکتی۔ تو بقیہ اسے اگلے سال ادا کرنا چاہئیے۔ اگر ہم کسی شخص کو دس دن کے بعد کوئی چیز دینے کا وعدہ کریں۔ لیکن کسی وجہ سے دس دن تک نہ دے سکیں۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہونگے۔ کہ اب اس کا دینا ہم پر واجب نہیں رہا۔ ہم نے جو وعدہ کیا ہے۔ بہر حال وہ بدستور قائم ہے۔ اور اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ خواہ اس پر پچاس سال بھی کیوں نہ گذر جائیں۔ پس بجٹ بھی وعدہ ہے جس کا پورا کرنا ہر جماعت کے لئے ضروری ہے۔ اگر وہ اس سال ادا نہیں ہوتا۔ تو اس کے کھاتہ میں بقایا ضرور درج رہے گا۔ خواہ کتنی مدت گذر جائے۔ اس کے ذمہ وہ واجب الادا ہی ہوگا۔ پس جو لوگ خدا تعالےٰ سے معاملہ صاف رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے نہ تو اپریل کی قید ہے۔ نہ مئی کی۔ بلکہ انھوں نے خواہ کتنی مدت بھی کیوں نہ گذر جائے۔ آخر اسے ادا کرنا ہے۔ اور اس کے لئے وہ خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ ہیں کیونکہ ان کے ذمہ ایک قرض ہے۔ .... اس وعدہ کی بنا پر جو جماعت کرتی ہے۔ اخراجات تو ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر وُہ پورا نہ ہو سکے۔ تو اس کا اثر اگلے سالوں پر پڑتا ہے۔ اور اس صورت میں مالی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی۔ جب تک بقائے ادا نہ ہوں۔ جس نے اس سال پورا ادا نہیں کیا۔ اس نے اگر سستی کی ہے۔ تو اسے چاہئیے۔ کہ اگلے سال کے ساتھ ملا کر ادا کرنے کے علاوہ استغفار بھی کرے۔ اگلے سال کے لئے بھی نمائندے جو وعدہ کر گئے ہیں۔ اسے بھی پُورا کریں۔ اور پچھلا بقایا بھی ادا کریں۔ کیونکہ وہ عہد ہے۔ اور عہد مسئول ہے۔ یہ نہیں کہ اپنی مرضی سے اپنے ذمہ لیا تھا۔ اور جب چاہا۔ چھوڑ دیا۔ اللہ تعالےٰ اس کے متعلق سوال کریگا۔ اور توڑنے والے سے مواخذہ ہوگا۔ پس پچھلا بقایا ادا کرنا ضروری ہے۔

ذیل میں ان جماعتوں کے نام شایع کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کے حکم کی تعمیل میں چندہ عام کا بقایا ارسال کیا ہے۔ یہ نام صرف ان کے ہی ہیں۔ جنہوں نے رقم ارسال کرتے وقت کوپن پر لکھا ہے۔ کہ گذشتہ سال کا بقایا ہے۔ جن جماعتوں نے بھیجا تو بقایا ہے۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا۔ ان کے نام بوجہ لاعلمی نہیں لکھے جا سکے:۔

بد و ملہی ماسہ۔ چک ۸ شمالی علاقہ سرگودہ مار۔ چک ۵۶۵ لائل پور ۸؍ سرگودہ ۱۳؍ مالاکنڈ ۵؍۔ چندر کے منگولہ علاقہ سیالکوٹ ۵؍۔ ہسولہ ۵؍۔ چک ۵۵۹ لائل پور ۱۲؍ نابھہ ریاست ۵؍ اس جماعت کا بقایا اس وجہ سے ہوا۔ کہ سکرٹری مال شیخ قدرت اللہ صاحب خانہ کعبہ کے حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حج کے بعد واپسی پر بقایا چندہ ارسال کیا ہے۔ ورنہ آپ بقایا عموماً رہنے نہیں دیتے۔ نارووال ۵؍ سیالکوٹ چھاؤنی ۱۴؍ سامانہ ریاست پٹیالہ ۵؍۔ بالاکوٹ ہزارہ ۵؍۔ بغرت چک ۴۳۸ ۵؍۔ مالو کے بھگت سیالکوٹ ۵؍۔ فرنگ لاہور ۱۴؍۔ کیمل پور ۵؍۔ سرہند ۵؍۔ کلانور (گورداسپور) ۱۴؍۔ قصور ۵؍۔ گنج لاہور ۱۴؍۔ جمرود ۵؍ کلنسی ۱۲؍۔ چوہدری والہ (گورداسپور) ۵؍۔ نگاڑی مالا بار ۱۲؍۔ رہتاس جہلم ۱۲؍۔ بنوں ۵؍۔ فیض آباد ۵؍ چھاؤنی لاہور ۵؍۔ کڑیانوالہ ۵؍۔

چونکہ عموماً بقایا سب ہی جماعتوں کے ذمہ ہوتا ہے۔ خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ [illegible]

عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان۔

کیا نبی کا نام پہلی الہامی کتب میں پایا جانا ضروری ہے

ایک مولوی صاحب کی فتح عظیم کی حقیقت

ایک مولوی صاحب نے اخبار زمیندار کی کسی گذشتہ اشاعت میں "قادیانیوں کو شکست فاش" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں اصل حقیقت کو چھپا کر محض دھوکہ دینے کے لئے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا ہے۔ یہ مولوی صاحب بہت مصر تھے۔ کہ انھیں شکوک و شبہات پیش کرنے کے لئے وقت دیا جائے۔ چنانچہ انہیں وقت دیا گیا۔ آپ نے سوال کیا۔ کہ "قرآن و حدیث یا تفسیر کی کتاب سے دکھایا جائے کہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی ہوں گے۔ مولوی صاحب صرف یہی سوال پیش کر کے خاموش ہو گئے۔ اس کے جواب میں ہماری طرف سے مولوی عمر الدین صاحب نے کہا۔ کہ اول تو مولویصاحب کا یہ سوال غلط ہے۔ کہ کسی نبی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلی کتابوں سے اس کا نام بالصراحت دکھایا جائے۔ مولوی صاحب قرآن یا حدیث کی کسی کتاب سے ثابت کریں۔ کہ نبی کا نام پہلی پیشگوئیوں اور کتابوں سے دکھانا ضروری ہے۔ اور اگر یہ سوال صحیح ہے۔ تو آپ حضرت عیسے علیہ السلام اور سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے اسمائے مبارک توریت انجیل وغیرہ پہلی کتابوں سے صراحت کے ساتھ دکھا دیں۔ مثلاً یہ کہ کہیں لکھا ہو کہ مسیح ابن مریم نبی ہوں گے۔ اسی طرح حضرت ہارون علیہم السلام اور دیگر انبیاء کے نام ان سے پہلی کتابوں سے دکھا دیں۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کا نام ان سے پہلی کتابوں سے دکھا دیں۔ لیکن چونکہ آغاز دنیا میں ہوئے اور ان سے پہلے کوئی کتاب نہ تھی۔ اس لئے اگر آپ کا یہ سوال صحیح ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ مولوی صاحب نے نہ معلوم کن امیدوں اور کتنی سوچ بچار کے بعد یہ سوال پیش کیا تھا۔ اس جواب کو سنکر مبہوت ہو گئے۔ اپنی اس غلطی کو وہ سمجھ تو چکے تھے۔ لیکن آپ نے کمال ڈھٹائی سے بار بار اسی سوال کو دوہرانا شروع کیا۔ اور باوجود اپنی حماقت کو سمجھنے کے ڈینگ بھی مارنے لگے۔ کہ میں بیس برس کی مہلت دیتا ہوں۔ اب نہیں تو بیس برس میں دکھا دو۔ اور نہیں تو کسی مفتری اور کذاب کی کتاب سے دکھا دو کہ اس نے لکھا ہو۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی ہوں گے۔ غرض اس طرح اپنی بدحواسی کا ثبوت دینے لگے۔ ہماری طرف سے بار بار جواب میں کہا گیا۔ کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سے کام لیں۔ آپ کا سوال غلط ہے۔ اگر آپ اسے صحیح سمجھتے ہیں۔ تو اس پر ہماری جرح کا جواب دیں۔ لیکن کیا مجال جو مولوی صاحب نے آخر تک اس کا جواب دیا ہو یا اسے چھوا ہو۔ بار بار یہی رٹ لگاتے رہے۔ کہ "نام دکھاؤ"۔ یہ ہے اس عظیم الشان فتح کی حقیقت جو مولویصاحب کو اس دن حاصل ہوئی ہماری طرف سے یہ بھی کہا گیا۔ کہ جس طرح اور انبیاء کے نام پہلی پیشگوئیوں میں پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر ہم بھی آپ کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ قرآن و حدیث سے دکھا سکتے ہیں۔ اور اس طرح پر کہ پیشگوئیوں میں جو کہ علم غیب پر مبنی ہوتی ہیں۔ سنت اللہ کے ماتحت اخفاء کا پہلو ہونا ضروری ہے۔ ورنہ ایمان بالغیب کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ اور جس طرح سے کہ آپ مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر اس صراحت کے ساتھ انبیاء کے نام پہلی کتابوں میں موجود ہوتے۔ تو کون بدبخت ان کا انکار کرتا۔ اسی سنت اللہ کے ماتحت ہم بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام دکھا سکتے ہیں۔ مرزا تو یوں ثابت ہے۔ کہ آیت آخرین منهم کی تفسیر میں قریباً قریباً تمام کتب میں یہی لکھا ہے۔ کہ جب صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ تو حضور نے سلمان بن فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ کہ اگر ایمان ثریا پر چلا جائے گا۔ تو ابنائے فارس میں سے ایک ہو گا جو اسے واپس لائے گا۔ اب چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں۔ لہذا مرزا تو یوں ثابت ہوا۔ رہا غلام احمد۔ سو لفظ غلام خانزاد ہونے کی وجہ سے لگا ہوا ہے۔ اصل نام آپ کا احمد ہے۔ اور وہ سورہ جمعہ کی آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد سے ثابت ہے۔ اب لفظ قادیانی رہ جاتا ہے۔ سو اس کے متعلق ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- یخرج المهدی من القریة یقال له کدعه۔ یعنے مہدی کدعہ نام بستی سے نکلیگا۔ اور قادیان کو کادی اور کدعہ اب تک بولتے ہیں۔ اگر کہو کہ حدیث میں مہدی کا نام ہے۔ تو اس کے متعلق حدیث لا مهدی الا عیسے دیکھ لو۔ جس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ہی مہدی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں فرما دیا کہ عیسے کا نزول دمشق کے مشرقی جانب ہو گا۔ اور قادیان دمشق کے عین مشرق میں واقع ہے۔ پس مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قرآن و حدیث سے ثابت ہے ٭

یہ ہے اس گفتگو کا خلاصہ جو اس دن مولوی صاحب کے ساتھ ہوئی۔ اور جسے انھوں نے اپنی عظیم الشان فتح قرار دیا ہے۔ اگر فتح اسی کا نام ہے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ شکست ایک خیال موہوم ہے میں مولویصاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر ان کا سوال صحیح ہے تو وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی ایک کا نام پہلی پیشگوئیوں سے اسی صراحت کے ساتھ دکھا دیں جیسا کہ وہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ خاکسار عبدالحمید سیکرٹری تبلیغ نئی دہلی

موضع گنج (لاہور) میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

۷ جولائی ۱۹۲۹ء بروز اتوار صبح سات بجے سے ۱۲ بجے تک زیر اہتمام جماعت احمدیہ گنج جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مولانا مولوی صوفی غلام رسول صاحب راجیکی نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے علاوہ تبلیغ سلسلہ کے قرآن کریم کے وہ نکات بیان فرمائے کہ سامعین عش عش کر اُٹھے۔ اور مولوی علی الحائری اور مولوی احمد علی صاحب کے اعتراضات کے جو انھوں نے اپنی تقریروں میں کئے تھے۔ مدلل جواب دئیے۔ دوران تقریر میں آپ نے مولوی علی الحائری و مولوی احمد علی صاحبان کو ببانگ دہل پکارا۔ کہ اگر انھیں عربی دانی اور مفسر ہونے کا دعوٰی ہے۔ تو میرے مقابلہ پر آئیں۔ اور قرآن کریم کا وہ حصہ جو ان کی نظر میں مشکل ہے۔ مجھے دیدیں۔ اور جو ان کے نزدیک آسان ہے۔ خود لے لیں۔ اور مقابل پر صرف قلم دوات اور کاغذ لیکر بیٹھ جائیں۔ اور کوئی کتاب ہمراہ نہ لائیں پھر عربی نظم و نثر میں تفسیر لکھیں۔ اور اس پر ہر دو فریق اپنے دستخط نہ کریں۔ پھر دونوں پرچے کسی فاضل اور ادیب عربی کے پاس بھیجدئے جائیں۔ جو غیر جانبدار ہو۔ اور پھر دیکھیں۔ کہ کس کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے۔ کس کا مضمون فصاحت و بلاغت سے پر ثابت ہوتا ہے اور کس کا مضمون اس سے گرا ہوا ثابت ہوتا ہے۔ اور کس کے حقائق اور نکات قرآنی اعلے ہوتے ہیں۔ سامعین کی تعداد چھ سو کے قریب تھی جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ تھے ٭

جو دوست بیرونجات سے تشریف لائے تھے۔ ان کے لئے کھانے وغیرہ کا انتظام تھا۔ خدا کے فضل سے جلسہ خوب کامیاب ہوا۔ لیکچر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ ایک شیعہ صاحب نے کھڑے ہو کر چار سوال کئے۔ جن کے فاضل لیکچرار نے مدلل جواب دئے۔ اس سے قبل گنج میں ایسا کامیاب جلسہ نہیں ہوا ٭

سیکرٹری جماعت احمدیہ گنج لاہور

گوجرہ میں احمدیہ مسجد

ایک عرصہ سے گوجرہ میں مسجد احمدیہ کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن کوئی موزون جگہ دستیاب نہ ہوتی تھی۔ الحمد للہ اب یہ مشکل ایک حد تک دور ہو گئی ہے۔ اور جناب ملک محمد حیات خان صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب لائل پور کی مہربانی سے گورنمنٹ نے قریباً ۲۷ مرلہ زمین اوقاف کی رعایتی شرح پر مبلغ چھ سو میں انجمن احمدیہ گوجرہ کو مسجد تعمیر کرنے کے لئے عطاء فرما دی ہے جس کے لئے ہم جناب ڈپٹی کمشنر صاحب موصوف کے بہت شکر گذار ہیں ٭

خاکسار

محمود بیگ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ گوجرہ ٭

پنجاب میں تعلیمی ترقی

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب میں تعلیمی ترقی کی سالانہ رپورٹ بابت ۲۷-۱۹۲۶ء کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ محکمہ تعلیم میں صحیح طریقوں پر بتدریج ترقی ہوئی ہے۔ جیسا کہ لوئر مڈل سکولوں کے نظام کی مسلسل اور بتدریج توسیع سے ظاہر ہے۔ سال زیر تبصرہ کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت یہ ہے۔ کہ عوام میں تعلیم پھیلانے کے متعلق سہولتوں میں اضافہ کیا گیا ہے ؎

عام توسیع

زیر تعلیم طلباء کی مجموعی تعداد ۱۲۴۸۳۱ تھی۔ یہ تعداد گذشتہ سال کی تعداد سے ۶۵۳۹۵ زیادہ ہے۔ گو یہ اضافہ اتنا زیادہ نہیں۔ جتنا کہ سال گذشتہ میں ہوا تھا۔ لیکن سال زیر تبصرہ کے اس اصل مقصد کے مطابق ہے۔ کہ نئے دور میں طلباء کی تعداد میں عدیم النظیر اضافہ کو برقرار رکھا جائے۔ آبادی کے لحاظ سے جملہ تعلیمی درسگاہوں میں طلباء کا تناسب ۷ء۹ فی صدی ہے ۱۹۲۶-۲۷ء میں یہ تناسب ۳۲ء۹ فیصدی تھا۔ اور ۱۹۱۷-۱۸ء میں جبکہ تعلیم عامہ کے متعلق پہلی باقاعدہ تجویز رائج کی گئی تھی۔ ۲ء۷۲ء۳ فیصدی تھا۔ اس تناسب میں بتدریج اضافہ سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ گذشتہ چند سالوں میں تعلیمی ترقی کے متعلق مسلسل کوشش کی گئی۔ سال زیر تبصرہ کے دوران میں لڑکیوں کی تعلیم میں بھی تسلی بخش ترقی ہوئی۔ پنجاب میں لڑکیوں کی تعلیمی درسگاہوں کی تعداد ۲۵۷۴ سے بڑھ کر ۲۹۹۸ ہوگئی۔ اور خواندہ لڑکیوں کی تعداد ۱۲۰۶۳۷ سے ۱۳۷۰۸۶۔ اس طرح سے ان کی تعداد میں ۶ء۱۳ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ ان پرائمری سکولوں کو جن میں طلباء کی کثیر تعداد تعلیم حاصل کرتی ہو۔ لوئر مڈل سکولوں میں تبدیل کرنے کی پالیسی پر بدستور سابق عمل درآمد کیا گیا۔ اور ناخواندگی کو دور کرنے کی مہم کے متعلق ان درسگاہوں سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔ سال کے دوران میں تعلیم پر کل ۳۰۲۰۵۵۵ روپیہ صرف ہوئے ؎

طلباء کی تعداد میں تخفیف کا انسداد

رپورٹ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سکولوں میں طلباء پہلی جماعتوں سے ترقی کرنے کے بعد جب انٹرنس جماعت تک پہونچتے ہیں۔ تو ان کی تعداد ہر جماعت میں بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔ گذشتہ چند سال سے یہ صورت حالات محکمہ تعلیم کے لئے سخت تشویش کا موجب ہی ہے۔ اور محکمہ مذکور اس سوال پر غور و خوض کر رہا ہے۔ آئینی کمیشن کی تعلیمی کمیٹی کی درخواست پر جو تحقیقات سال کے اختتام کے چند ماہ بعد کی گئی تھی۔ اس کے نتائج نہ صرف تحقیقات کی تصدیق کرتے ہیں۔ بلکہ اس امید کی حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔ کہ بالآخر اصلاحی تدابیر کامیاب ہونگی۔ مثلاً ایک مدرس والے سکول کو بتدریج ترک کرنا۔ پرائمری سکولوں کی لوئر مڈل سکولوں میں بسرعت تبدیلی۔ دیہی رقبوں میں مناسب اور موزون معلمین کا تقرر اور بچوں کی نگہداشت اگر پرائمری سکولوں کی قابلیت کا معیار۔ انسپکٹروں اور معلموں کی نگرانی ہمدردی اور کوششوں کے باعث بحیثیت مجموعی بہتر ہو جائے۔ تو ان لڑکوں پر جو روپیہ ضائع جاتا ہے۔ جو کبھی تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ یا بالکل معمولی درجہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ بہت جلد ایک قصہ ماضی ہو جائے۔ اس امر کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔ کہ طلباء کی حاضری کو زیادہ باقاعدہ بنایا جائے ؎

جبری تعلیم

جبری تعلیم کے نفاذ کے متعلق رپورٹ میں درست طور پر لکھا ہے کہ "ابتدائی تعلیم جاری کرنے کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ جبری تعلیم کو وسیع تر پیمانہ پر رائج کیا جائے۔" قانونی" جبری تعلیم کے لئے راستہ صاف کرنے میں انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ" اختیاری" جبری تعلیم نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس کی جگہ نہیں لے سکتی" اس موضوع پر انسپکٹر قسمت لاہور کی رائے خاص طور پر قابل ذکر ہے ؎

ترغیب دینے کے طریقے جو گذشتہ زمانہ میں نہائت مفید ثابت ہوتے تھے۔ اب کارگر ثابت نہیں ہوتے۔ اور یہ ضروری ہے کہ ایکٹ کی تعزیری دفعات نافذ کی جائیں۔ اور نیز موجودہ ضابطہ کو جو تاخیر کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ ایسا بنا دیا جائے۔ جس پر بسرعت عملدرآمد کیا جا سکے۔ جالندھر اور ملتان کے انسپکٹر صاحبان بھی جبری تعلیم کی مزید توسیع پر زور دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ امر اطمینان بخش ہے۔ کہ ان دیہی رقبوں کی تعداد جہاں جبری تعلیم نافذ کی گئی ۱۸۹۲۰ ہو گئی ہے۔ ان رقبوں ۹۰۰۰ مواضعات یا قریباً صوبہ بھر کے مواضعات کی ایک چوتھائی تعداد شامل ہے ؎

بالغ اشخاص کی تعلیم

ناخواندگی کو دور کرنے کے لئے بالغ اشخاص کی تعلیم کا سوال نہائت اہم ہے۔ اور یہ سوال محکمہ تعلیم کے زیر غور ہے۔ اس بارہ میں جو کاروائی کی گئی۔ اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں اور ان لوگوں کے زاویہ نگاہ میں جو اس کام میں مشغول ہیں۔ بہتر تنظیم اور خوشگوار تبدیلی کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ دیہاتی کتب خانے جن کی تنظیم دیہاتی کمیونٹی بورڈ کی طرف سے کی گئی ہے۔ صوبہ میں تعلیم کی اشاعت کے کام میں بہت مدد دیں گے۔ تاہم ابھی زیادہ موزون قسم کے لٹریچر مثلاً سفر کے متعلق کتابیں اور عمدہ قسم کے ناول وغیرہ کی بہم رسانی کی ضرورت ہے۔

معلمین کی ٹریننگ

معلمین کی تربیت کی طرف بیش از پیش توجہ دی جارہی ہے۔ تاکہ وہ زیادہ قابلیت کے ساتھ کام کر سکیں۔ اور نیز ان کا زاویہ نگاہ ان حالات کے مطابق ہو جائے۔ جن میں انہیں کام کرنا پڑتا ہے۔ صوبہ کے نارمل سکولوں میں بہت مفید کام ہو رہا ہے۔ ورنیکلر ٹریننگ انسٹی ٹیوشنوں میں داخلہ کے امتحان کا معیار بتدریج بڑھ رہا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ ایک سال کے سینیر ورنیکلر نصاب کو دو سال کے نصاب میں بتدریج تبدیل کرنے سے عمدہ نتائج برآمد ہونگے۔ اس طرح سے ورنیکلر طریق تعلیم بحیثیت مجموعی بہتر ہو جائیگا۔ اور یہ بھی امید کی جاتی ہے۔ کہ دیہاتی رقبوں میں معلمین کی طرف سے کمیونٹی ورک کے نتائج زیادہ بار آور ثابت ہونگے ؎

دیگر توسیعات

صوبہ بھر میں مساوی طور پر تعلیمی سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ سرکاری عطیات کی تقسیم کیوقت مختلف ڈسٹرکٹ بورڈوں کے ذرائع کی بجائے ان کی ضروریات کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ اور اس طریق سے غریب اور امیر دونوں طرح کی ڈسٹرکٹ بورڈوں کو مساوی طور پر روپیہ عطا کیا جاتا ہے۔ یہ امر بھی اطمینان بخش ہے۔ کہ انٹرمیڈیٹ کالج جن کی موجودہ تعداد ۱۰ ہے۔ نہ صرف اپنے طلباء بلکہ اپنے گردونواح کے طلباء کے عام تمدن اور بہبودی پر اثر انداز ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ جسمانی تربیت کے افسران نگرانی جن کا تقرر حال میں عمل میں آیا ہے۔ یقینی طور پر کھیلوں اور صحت بخش تفریح کی خواہش کی توسیع کے متعلق مفید ثابت ہونگے۔ صوبہ میں کیپٹن ہاگ کی ان تھک کوششوں اور سرگرمی کی وجہ سے سکاوٹنگ کے متعلق ایک عام جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ ریڈ کراس اور اسی قسم کی دیگر تحریکوں کی کامیابی کا باعث زیادہ تر سکاوٹنگ کی توسیع ہے۔ اس عظیم تحریک نے لڑکوں کی زندگی کو خوش و خرم بنانے میں بڑی مدد دی ہے۔ اور ان کے لئے ایسی خوشگوار اور مفید دلچسپیاں پیدا کر دی ہیں۔ جن سے ان کے چال چلن کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ رپورٹ میں کونسل واضع آئین و قوانین کے عام تعلیم اور خصوصاً تعلیم نسواں کے متعلق رویہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اور اس گہری دلچسپی کے لئے کونسل کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران کی بھی تعریف کی گئی ہے۔ جو انہوں نے تعلیم کی رفتار کو تیز کرنے کے متعلق دکھائی ہے ؎

مبلغ حیفا کیلئے درخواست دعا

مولوی جلال الدین صاحب حیفا سے تحریر کرتے ہیں کہ مخالفت اس وقت زوروں پر ہے۔ چھوٹے بڑے سب مکر مخالفت کر رہے ہیں۔ نیز میرے متعلق یہ افواہ ہے۔ اور ان کی کوشش ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ زخمی کیا جائے۔ اور تکلیف پہونچانے کی کوشش کی جائے۔ اس لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ سب احباب مولوی صاحب موصوف کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ اپنا رحم کرے

خاکسار محمد سیال ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

وصیتیں

نمبر ۳۰۷۲ :- میں بیگم بی بی بیوہ مرزا احمد بیگ صاحب مرحوم قوم مغل عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۵۰ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے مہنا کردیجائیگی۔ میری اسوقت موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ بندہ طلائی یک جوڑہ۔ وزنی ۳ تولہ جس کی قیمت مبلغ ۶۰ روپے ہے۔ اور چالیس روپیہ نقد۔ کل یکصد روپیہ۔

العبد :- نشان انگوٹھا بیگم بی بی زوجہ مرزا احمد بیگ مرحوم
گواہ شد :- مرزا سلام احمد عفی اللہ عنہ قادیان بقلم خود۔
گواہ شد :- مرزا نذیر علی احمدی قادیان ضلع گورداسپور ملازم منشی بھٹہ

نمبر ۳۰۷۳ :- میں محمد عثمان قریشی احمدی ولد محمد سعدان قریشی پیشہ ملازمت انجنیرنگ عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن کرنال ڈاکخانہ کرنال تحصیل وضلع کرنال۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ مئی ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے مہنا کردیجائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے
(۱) ایک مکان واقعہ محلہ شیخاں کرنال قریباً ۲۰۰۰ روپیہ (یہ مکان قریباً ۴۰۰۰ کا ہے۔ چونکہ ہم دو بھائی ہیں۔ اس لئے میرا نصف حصہ ہے)
(۲) مکان بیٹھک معہ بالاخانہ ملحقہ مکان مذکورہ ۱۰۰۰ روپیہ (۳) زمین قادیان چار کنال واقعہ محلہ دارالبرکات متصل ریلوے سٹیشن - ۱۰۰۰ روپیہ (۴) ڈاکخانہ سیونگ سرٹیفکیٹ - ۵۰۰۰ روپیہ (اس میں سے گذارہ کیلئے بھی خرچ ہورہا ہے)
(۵) سامان فرنیچر وغیرہ - ۵۰۰ روپیہ - کل ۹۱۰۰
اس وقت میری کوئی آمدنی نہیں۔ اگر کوئی صورت آمدنی کی ہوئی۔ تو میں اپنی ماہوار آمد کا بھی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ فقط

العبد :- محمد عثمان قریشی احمدی سول انجنیر متوطن کرنال معرفت مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل - صدر بازار - انبالہ چھاؤنی ؛
گواہ شد :- میر قاسم علی - ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان
گواہ شد :- الطاف حسین ؛

نمبر ۲۹۴۳ :- میں خان محمد ولد عبداللہ قوم جٹ ساکن موضع براگ پور ڈاکخانہ ملاچور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کل اراضی تخمیناً تیس گھماؤں ہے۔ جس میں سے چھ گھماؤں اسوقت مزروعہ ہے باقی غیر مزروعہ جو دریا برد ہے۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اور کوئی جائداد اگر ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۲۸ء

العبد :- خان محمد نمبردار بقلم خود
گواہ شد :- بقلم خود عطاء الٰہی سکرٹری جماعت احمدیہ غوث گڑھ
گواہ شد :- حکیم عبدالرحمن قریشی سکرٹری تبلیغ غوث گڑھ

نمبر ۳۰۸۰ :- میں عنایت اللہ خان ولد بہاول بخش قوم ککے زئی پیشہ دکانداری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۷ فروری ۱۹۰۱ء ساکن کنجاہ ڈاکخانہ کنجاہ تحصیل وضلع گجرات۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۴ جون ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) اسوقت میری کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں۔ (۲) میری مستقل آمدنی کوئی نہیں۔ ادویات فروخت کرتا ہوں۔ اور میری آمدنی دس اور بیس روپیہ ماہوار کے درمیان ہے۔ اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ (۳) میرے مرنے پر جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد :- موصی عنایت اللہ خان احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ کنجاہ : ۶ جون ۱۹۲۹ء
گواہ شد :- ملک بشیر علی ولد ملک فیروزالدین خان کنجاہ ضلع گجرات
گواہ شد :- برکت علی احمدی بقلم خود۔ ولد میراں بخش ککے زئی کنجاہ ضلع گجرات ؛

بعدالت جناب کپتان جے۔ آر۔ ایل۔ بریڈٹ سب جج بہادر چارسدہ ضلع پشاور۔

اجلاس جناب بہادر اسسٹنٹ کمشنر سب جج بہادر چارسدہ

فرم عبدالغفور خان عبدالرؤف خان واقعہ بازار چارسدہ بذریعہ عبدالرؤف خان مالک فرم مدعی

بنام

فرم بھوٹا شاہ ایشر داس بذریعہ سری رام کارکن حصہ دار ضلع شاہپور۔ مدعا علیہم

دعویٰ دلاپانے مبلغ ۳۲۸/۹/۳ بروئے بہی کھاتہ

بمعاملہ مندرجہ آج بذریعہ تحریر انگریزی حکم ہوچکا ہے۔ مدعی معہ وکیل خود حاضر ہے۔ مدعا علیہم غیر حاضر ہیں۔ وہ سمن کی تعمیل سے گریز کرتی ہیں۔ اور سمن پر رپورٹ ہے۔ کہ مدعا علیہم دساور کو گئے ہیں۔ لہذا حکم ہوا۔ کہ اخبار الفضل قادیان میں مشتہر کردیا جاوے۔ کہ اگر وہ ۹ اگست ۲۹ء عدالت ہذا میں حاضر نہ ہوجاوے۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کیجاوے گی ؛ تحریر ۲۸ ۵ ۲۹

دستخط
سب جج بہادر چارسدہ

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ سڑک والے قطعات کی قیمت ۳۵ روپے فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی ۲۵ روپے فی مرلہ مقرر ہے یہ محلہ سٹیشن کے بالکل سامنے ہے۔ اور موجودہ قطعات سٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقع ہیں۔ سڑک پر دو کنال سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کیساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے قادیان

چراغ زندگی کیا ہے؟ آنکھیں

ناک، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، سب کو ان کی رفاقت کی ضرورت ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ انہیں کوئی نقص ہو، تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے ان کے بغیر نہ خوبصورتی قائم۔ نہ انسان چل پھر سکے نہ کوئی اور کام ہو سکے مگر کسقدر افسوس ہوگا۔ اگر معمولی سرمے ڈالکر ان کو خراب کر لیا جائے جبتک تجربہ نہ کر لو، کوئی سرمہ نہ برتو۔ آپکے تجربہ کیلئے ہم ۱۰۰۰ ایڑیاں سرمہ اکسیری کی بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ ۲ / آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت نمونہ طلب کریں۔ نمونہ بیرنگ نہ بھیجا جائیگا۔ قیمت فی تولہ (عہ)

ناصر برادرس محلہ دارالفضل قادیان

مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی یہ روشن کر دیا ہوگا۔ کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اسلئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نہ کیا جائے۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی۔ اسلئے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کوآپریشن کر کے قومی بنیاد کو مستحکم کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو۔ تو مندرجہ ذیل اشیا کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ اور اگر ان اشیا سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپ کے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ۔ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان بینڈ وغیرہ بلحاظ عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلے ارسال ہوگا۔

پرائس لسٹ منگائیگا۔

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

محافظ اٹھرا گولیان

رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

پشاور اور بخارا کے مشہور

خصوصی تحائف

ہر قسم کی مشہدی و پشاوری لنگیاں ہر رنگ و ڈیزائن کے بخاری قناویز ہر ایک قسم کے مشہدی و بخاری رومال ہر ایک قسم کے زر دار و سلمہ ستارہ کے پشاوری کلاہ مال بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا ناپسندی پر محصول ڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی۔

المشتہران

میاں محمد۔ غلام حیدر۔ احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

ضرورت ہے

ایسے مڈل و انٹرنس پاس کی۔ جو کہ ٹیلیگراف کمپنیش ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

پتہ:- امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

ہندوستان کی خبریں

——— بلاسپور ۲۴ جولائی۔ جب نمبر ۲ بمبی میل ٹرین یہاں پہونچی۔ تو درجہ اول کے ڈبے کے غسل خانہ میں ایک انگریز کی نعش پائی گئی۔ اس کے سر پر سخت زخم لگے تھے۔ ٹرین کا گارڈ کہتا ہے۔ کہ ہوڑہ سے ایک اور انگریز اسی گاڑی میں سوار ہوا تھا جس نے اپنے تئیں ریلوے کا افسر ظاہر کیا تھا۔ جواب لاپتہ ہے ؎

——— لاہور ۲۳ جولائی۔ ہفتہ مختتمہ ۲۰ جولائی میں پنجاب میں ہیضہ بہت کم ہو گیا ہے۔ اس ہفتہ میں ۱۶ جدید مقامات پر لوگ ہیضہ میں مبتلا ہوئے۔ ۱۶ مقامات میں ۳۵ آدمیوں کو ہیضہ ہوا۔ اور ان میں سے ۵ ہلاک ہو گئے ؎

——— امرتسر ۲۳ جولائی۔ آج صبح پولیس کے چالیس سپاہیوں نے جو دو لاریوں میں سوار ہو کر آئے تھے۔ دفتر اکالی دل پر چھاپہ مارا۔ اور ماسٹر موتا سنگھ کو جو حال ہی میں جیل سے رہا ہوئے تھے۔ زیر دفعہ ۱۲۴ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا۔ گرفتاری جالندھر کی ایک تقریر کی بنا پر عمل میں آئی ہے ؎

——— جمشید پور ۲۳ جولائی۔ بابا گوردت سنگھ کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری اس الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ کہ آپ نے ٹن پلیٹ کے ورکروں کے معاملہ میں سرگرمی دکھلائی ہے۔ اب اس مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ اور آپ سے تین ماہ کے لئے ۲۵۰ روپے کی ذاتی مچلکہ مانگا گیا تھا۔ آپ نے ضمانت کے دینے سے انکار کر دیا ہے اور قید ہونے کو ترجیح دی ؎

——— سیٹھ برلا کی کوششوں سے لنڈن میں ہندوستان کے لئے آریہ بھون تیار ہو گیا ہے۔ آپ کی تصویر ہال میں لٹکائی گئی ہے۔

——— امرتسر ۲۴ جولائی۔ ماسٹر موتا سنگھ کی گرفتاری کے سلسلہ میں آج شام کے ۵ بجے پچاس کے قریب سکھ نوجوانوں نے ایک جلوس نکالا جس میں ننگی تلواروں کا مظاہرہ کیا گیا۔ جلوس دربار صاحب سے شروع ہو کر شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے گذرا۔ اہل جلوس قومی گیت گاتے تھے۔ اور "انقلاب پائندہ باد" "امپیریلزم کا خاتمہ کرو" "زندہ باد دت و بھگت سنگھ۔ بابا گوردت سنگھ، جوالا سنگھ، بیان اور موتا سنگھ" کے نعرے بلند کرتے رہے۔ جلوس گھنٹہ گھر پہونچ کر اختتام پذیر ہوا ؎

——— جہلم ۲۴ جولائی۔ آج جہلم میں زبردست بارش ہوئی جس سے پانی نے بہت اودھم مچایا۔ سول لائنز۔ پولیس لائنز۔ کوٹھی افسر میں کمر کمر تک پانی آ گیا۔ بازار کلاں میں تین تین فٹ پانی آ گیا۔ نیا اور بازار کلاں کی بعض دوکانوں میں پانی آ گیا۔ گذشتہ ندی میں پانی کمر تک تھا۔ مال و اسباب پانی پر تیر رہا تھا۔ بہت سے مکانوں میں پانی گھس گیا۔ کچھ مکان گر پڑے تاہم اس سال پانی پچھلے سال کی نسبت کم آیا ہے ؎

——— پشاور ۲۵ جولائی۔ والئے کابل نے اپنی فوجوں کو کابل کے ارد گرد جمع کر دیا ہے۔ تاکہ بیرونی حملوں کی روک تھام کر سکے۔ کابل کے تمام دروازوں پر توپیں رکھ دی گئی ہیں۔ اور توپچیوں کو حکم دیدیا ہے۔ کہ جب کوئی فوج کابل پر حملہ کرے۔ تو بغیر حکم کے اس پر گولہ باری کر دیں۔ حال ہی میں چند آدمی کابل کی طرف آ رہے تھے۔ ان پر گولہ باری کی گئی جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہ اپنی ہی فوج کے سپاہی تھے ؎

——— پشاور ۲۵ جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جرنیل شاہ محمود کی افواج نے خوشی پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے ؎

——— ہوشیارپور ۲۳ جولائی۔ ضلع ہوشیارپور تحصیل گڑھ شنکر کے مواضعات سریالہ کلاں۔ مانال۔ بھانا بجام وغیرہ کے قریب زمین پھٹ گئی ہے۔ شگاف کی لمبائی تقریباً چار میل ہے۔ کسی جگہ صرف لکیر ہی ہے۔ اور کسی جگہ ۱½ فٹ چوڑا ہے۔ ایک جگہ تیس فٹ گہرائی تھی ارد گرد کے علاقہ میں اس بات نے بڑی تشویش پھیلا دی ہے ؎

——— لاہور ۲۵ جولائی۔ آج عدالت کو مشورہ دیا گیا۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کے بعض ملزموں کی حالت بھوک ہڑتال کے باعث کمزور ہے۔ اور ملزم داس کی حالت خطرناک ہے۔ وہ عدالت میں آنے کے قابل نہیں مقدمہ کی سماعت ملتوی کی جائے۔ چنانچہ گورنمنٹ ایڈوکیٹ کے اتفاق رائے کرنے پر آج کی باقی کارروائی ملتوی کر دی گئی ؎

——— کلکتہ ۲۵ جولائی۔ بنگال لیجسلیٹو کونسل کا آئندہ اجلاس ۵ اگست ۱۹۲۹ء کو منعقد ہو گا۔ مسٹر ریم۔ ایس لئے یہ تجویز پیش کریں گے۔ کہ یہ کونسل حکومت بنگال سے سفارش کرتی ہے کہ نہرو رپورٹ کے مطابق ہندوستان کا دستور اساسی بنانے کے لئے جلد تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ اور حکومت ہند اور وزیر ہند کو اس تجویز سے مطلع کر دینا چاہئے ؎

——— کوئٹہ ۲۵ جولائی۔ ۲۳ اور ۲۵ جولائی کو شدید بارش ہونے کی وجہ سے ژوب دیلی ریلوے لائن کا ایک حصہ ٹوٹ گیا ہے گاڑیاں تبدیل کرنا ناممکن ہے۔ براہ راست آمد و رفت کل شام کو ۹ بجے تک شروع ہو جائے گی ؎

——— مدراس ۲۴ جولائی۔ مدراس کونسل کے تیرہ کانگریسی ارکان کونسل آف سٹیٹ کے دو ممبروں اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے متعدد اراکین نے پنڈت موتی لال نہرو کو برقی پیغام ارسال کیا ہے۔ کہ ہم ارکان آل انڈیا کانگریس کمیٹی و کانگریسی اراکین مدراس کونسل ۲۶ جولائی کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس الہ آباد میں شامل ہونے سے معذور ہیں اور ہمیں اس امر پر افسوس ہے۔ ہماری پختہ رائے ہے۔ کہ کانگریسیوں کا کونسلوں سے مستعفی ہونا بہترین قومی مفاد کے منافی ہے۔ کیونکہ اس ذریعہ سے لوگوں کی پوزیشن کمزور ہو جائے گی۔ دفتری حکومت اور اس کے حامیوں کے ہاتھ مضبوط ہونگے ؎

——— لاہور ۲۶ جولائی۔ مسٹر دت اور سردار بھگت سنگھ کی بھوک ہڑتال کو آج ۴۰ دن ہو گئے ہیں۔ مقدمہ سازش لاہور کے دیگر ۱۴ ملزمان کو بھوک ہڑتال کا آج دسواں دن ہے۔ لالہ رام کشن اور دیگر سینہ آگری دالفیر چار دن سے بھوک ہڑتال پر ہیں۔

——— شملہ ۲۴ جولائی۔ موسم خزاں کے بعد اجلاس آسمبلی میں عارضی انتظام کے مطابق نو دن سرکاری اور ۷ دن غیر سرکاری معاملات کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ سرکاری مسائلات ۳۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۶۔ ۱۸۔ ۲۳ اور ۲۵ ستمبر کو پیش ہونگے

ممالک غیر کی خبریں

——— واشنگٹن ۲۳ جولائی۔ چینی نمائندہ نے حکومت نانکن کی ہدایت کے مطابق مسٹر سٹمسن وزیر خارجہ امریکہ کو اطلاع دی ہے۔ کہ چین کیلاگ کے معاہدہ انسداد جنگ کی ذمہ داریوں کو قبول کر چکا ہے اور ان کا برابر احترام کرے گا۔ اس نے کہا۔ مجھے امید ہے۔ کہ روس و چین کے درمیان پرامن اور آشتی کے ساتھ مصالحت ہو جائیگی ؎

——— نیویارک ۲۳ جولائی۔ آج زندان کلنٹن (ڈینیمورا) کے ۵۰ قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ انہوں نے دو سپاہیوں کو زخمی کیا۔ ایک نے ورکشاپ کو آگ لگا دی۔ اور جیل کی دیواریں گرانے کی کوشش کی لیکن تقریباً سو سپاہیوں نے مشین گنوں سے حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا دو باغی قیدی ہلاک اور بیس زخمی ہوئے ؎

——— پیرس ۲۱ جولائی۔ سنیچر کے دن یہاں درجہ حرارت ۹۰ تھا۔ پیرس کے بازاروں میں متعدد آدمی گرمی سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اور بعد ازاں ان کو ہسپتال پہنچایا گیا ؎

——— مصر اور فارس کے درمیان مستقل طور پر عہد نامہ ہو گیا ہے ؎

——— طہران ۲۳ جولائی۔ بختیاری قبیلہ پر حملہ کرنے کے لئے اصفہان میں سرکاری فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ اور دشت پر قبائل نے سرکاری افواج کو [illegible] ؎

——— لنڈن ۱۸ جولائی۔ آج ایک ساحلی سٹیشن اور ایک جہاز کے درمیان جو سمندر کے وسط میں چل رہا تھا۔ پہلی مرتبہ تجربہ کے طور پر ٹیلیفون کے ذریعہ سے گفتگو کی گئی۔ جسے اخبار نویسوں کی ایک جماعت نے پیرس میں سنا۔ تجربہ کامیاب رہا ؎

——— لنڈن ۱۸ جولائی۔ ڈبلن میں یہ سرکاری طور پر مشتہر کیا گیا ہے۔ کہ کاؤنٹ جیرلڈ او کیلے فرانس میں اور پروفیسر ڈی۔ اے بنچی جرمنی میں آزاد جمہوریہ آئرلینڈ کے سفیر متعین ہوئے ہیں ؎

——— نیروبی ۲۰ جولائی۔ یوگنڈا میں دیسی باشندوں کو طاعون کے ٹیکے لگانے کی کوشش ایک بلوہ پر منتج ہوئی۔ ٹیکہ لگانے والے ڈاکٹر کو مضروب کر گیا اور خود ڈاکٹر کا ایک بازو کاٹنا پڑا۔ پولیس کے عسکریوں نے دیسی باشندوں کا مقابلہ کیا۔ ان کے سات آدمی مقتول ہوئے ؎

——— لنڈن ۲۳ جولائی۔ کل وزیر خارجہ نے دار العوام میں بیان کیا۔ کہ حکومت برطانیہ نے سوویٹ حکومت کو اپنا ایک ذمہ دار نمائندہ لنڈن بھیجنے کی دعوت دی تھی۔ ابھی تک سوویٹ کی طرف سے اس دعوت کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ ایک کنزرویٹو رکن نے پوچھا۔ کہ کیا اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ حکومت برطانیہ نے گفت و شنید کے لئے دست مصالحت دراز کیا تھا جس کی پرواہ نہیں کی گئی۔ وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ میں سوویٹ حکومت کو اپنی حکمت عملی کی تعیین کے لئے پورا وقت دونگا

——— جاپان اگرچہ تنخواہ ہے تو کا [illegible] پھر بھی اس نے وسیع زمانہ کی رسومات کو ابھی تک ختم نہیں کیا۔ حال ہی میں جاپان کے سفیر مقیم ماسکو کو اس کی حکومت کی طرف سے ہدایت کی گئی۔ اس نے [illegible] دفتر شروع کیا)

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے [illegible]